امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۳۰/ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲/ جولائی ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 28

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- عید قرباں: فلسفہ اور تاریخی...
- ہر شہری کو اپنی پسند سے...
- سماجی تحفظ کے لئے خواتین..
- اردو زبان و ادب کی ترویج...
- گداگری امت کے پیشانی پر..
- آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں...
- ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں، عالمی خبریں

تبرکات

قربانی ہے مطلوب و مقصود مؤمن

علامہ ضیاء الدین فاروقی

قربانی ایک ایسی عبادت ہے، جس کا تصور نوع انسانی کے آغاز سے ہی پایا جاتا ہے۔ خواہ مالی قربانی ہو یا جانی اس عبادت کا بنیادی تصور اپنے معبود کی رضا جوئی اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ جتنی قومیں مذہب پر یقین رکھتی ہیں، خواہ وہ کسی صحیح مذہب کو مانتی ہوں یا کسی باطل مذہب پر ہوں، ایسی تمام قوموں میں مالی قربانی پیش کرنے کا تصور آج بھی پایا جاتا ہے اور جہاں تک جانی قربانی دینے کا تعلق ہے تو ہر وہ شخص اور ہر وہ قوم جو کسی بھی نظریہ پر یقین رکھتی ہو اس نظریہ کے لئے قربانی دیا کرتی ہے،، لیکن بطور عبادت ان دونوں قسم (جانی و مالی) کی قربانی کا وجود صرف مذہب آشنا قوموں میں ہے، قرآن کریم کے بیان کے مطابق دونوں قسم کی قربانی کا وجود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تھا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی قربانی کا واقعہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے باری تعالیٰ نے فرمایا:

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنائیے جبکہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔

یہ واقعہ تو حضرت آدم کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا ہے، مذہب اسلام میں جو قربانی بطور عبادت رائج ہے، اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھ تاریخ کی شب میں خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ اگلے دن اسی غور و فکر میں رہے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے، نویں شب میں پھر یہی خواب دیکھا تو یقین ہو گیا کہ حق تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ میں اسے ذبح کر کے قربان کر دوں۔ نو ذی الحجہ کو اس کی تدبیر سوچتے رہے، حتی کہ دسویں شب کو پھر یہی خواب دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشورے کے طور پر اپنے خواب کا حضرت اسماعیل سے تذکرہ کیا، حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رضا و رغبت کے ساتھ اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ کو جو کچھ حکم ہوا ہے، اس کو بجا لائیے، مجھے انشاء اللہ ثابت قدم پائیں گے۔

جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں اس حکم خداوندی کی بجا آوری کے لئے بخوشی تیار ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹا دیا، اور گلے پر چھری چلائی، حق تعالیٰ نے چھری کی تاثیر کو روک دیا اور ندا آئی اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، حق تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کے بدلہ ذبح کرنے کے لئے غیب سے ایک دنبہ عطا فرمایا کہ بیٹے کے بدلہ میں اس کو ذبح کر دو یہ تمہارا صرف امتحان تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قربانی کی عظمت و مقبولیت کے اظہار کے طور پر قرآن کریم میں تفصیل سے اس واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم و رضا اور فدا کاری و جاں نثاری کی یہی وہ سنت ہے، جس کی یادگار اور اسی طرح ماہ ذی الحجہ کے مخصوص ایام سے متعلقہ عبادات کی رسمیں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں قائم رہیں اور قربانی کی اس عبادت کو اس کی اصل شکل میں بالآخر بنی اسماعیل کے فرد وحید اور در یتیم حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک اپنی امت کے لئے بھی واجب العمل قرار دیا اور خود بھی مدینہ طیبہ میں دس سالہ قیام کے دوران آپ نے ہر سال قربانی کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام کیا، آپ قربانی کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قربانی کا تعلق ایک ضمنی عمل کے طور پر صرف عبادت حج سے ہی نہیں ہے، بلکہ اس کی حیثیت ایک عبادت کی ہے، نیز یہ کہ اس عبادت کا مقصد محض صدقہ کرنا اور مال خرچ کر دینا ہی نہیں ہے؛ بلکہ قربانی جانوروں کی، قربانی کی شکل میں مطلوب ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یوم نحر میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل جانوروں کی قربانی کرنا ہے، پس جس طرح مختلف مالی و بدنی عبادتوں کی شکل و صورت ہر ایک کے مناسب الگ الگ ہے، اسی طرح قربانی اور اضحیہ کی غرض و غایت اور اس کی روح بھی جداگانہ ہے، جو قربانی کی صورت میں ہی موجود ہو سکتی ہے، پھر ہر عبادت کا ایک خصوصی اثر ہوتا ہے، جو اس عبادت کو ادا کرنے سے ہی انسان کے قلب و روح میں پیدا ہوتا ہے اسی طرح قربانی کی عبادت کا بھی ایک خاص اثر ہے جو قربانی ادا کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، پھر تمام عبادتوں کی ادائیگی کے لئے آمادہ کرنے والا اگرچہ مشترک طور پر جذبہ اطاعت و بندگی ہے، لیکن ان احساسات کی نوعیتیں مختلف ہیں، اس لئے ان مختلف جذبات کا ظہور بھی عبادتوں کی جداگانہ صورتوں ہی میں ہو سکتا ہے۔

نماز میں انسان اپنے راحت و آرام کو چھوڑ کر خدا کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور اپنے اعضا میں سب سے زیادہ باعزت چیز سر کو زمین پر رکھ دیتا ہے، روزہ رکھ کر اپنی طبعی خواہشات و ضروریات کو اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی رضا جوئی کے لئے قربان کر دیتا ہے، زکوٰۃ دے کر مال جیسی محبوب اور پسندیدہ چیز کو اطاعت گذاری کے جذبہ میں اپنے ملک سے نکال دیتا ہے۔ حج میں اپنے راحت و سکون اور آرائش و زیبائش کے جذبہ کو بھینٹ چڑھاتا ہے، اسی طرح قربانی میں انسان اپنی جان کے عوض ایک جاندار کو قربان کر کے جانی قربانی پیش کرتا ہے، جس طرح اسی مخصوص جذبہ اور احساس قلبی کا اظہار زکوٰۃ کے عمل سے نہیں ہو سکتا، جو صلوٰۃ سے وابستہ ہے اور ادائیگی زکوٰۃ کے خصوصی جذبہ کا مظہر نماز نہیں بن سکتی، ٹھیک اسی طرح جانی و مالی قربانی کے مجموعی اور مخصوص الٰہی جذبات و احساسات کا مظہر تنہا مالی صدقہ نہیں ہو سکتا اور نہ قلب پر وہ مجموعی اثر صرف مالی صدقہ کرنے سے مرتب ہو سکتا ہے، جس کا تعلق اس مرکب عبادت سے ہے۔

بہر حال اسلام کی ان تمام بنیادی اور اہم ترین عبادات کی حقیقت نہ تو صرف ان کی شکل و صورت ہے اور نہ فقط پنہاں احساسات اور قلبی جذبہ اگر کوئی شخص ان اعمال کی صرف صورت بنا لے اور ان کے ساتھ روح ایمانی اور جذبۂ اطاعت و بندگی نہ ہو تو یہ سارے عمل بے روح ڈھانچہ اور منافقت ہیں، اسی طرح اگر دل میں یہ جذبہ تو ہو مگر اس جذبہ کے اظہار کے لئے جو شکلیں تجویز کی گئی ہیں وہ نہ ہوں تو مقرر کردہ جسمانی اعمال کے بغیر تنہا جذبۂ اطاعت و بندگی بے وزن؛ بلکہ آئینی حیثیت سے غیر معتبر ہے، مثلاً نماز نہ پڑھنا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں خدا کے حضور عاجزی و بندگی کا جذبہ نہیں ہے، روزہ نہ رکھنا اس کی نشانی ہے کہ یہ شخص خدائے تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے لئے اپنی خواہشات کو کچھ دیر کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

زکوٰۃ اگر کوئی شخص نہیں دیتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی سے زیادہ عزیز اسے اپنا مال ہے اور قدرت و استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ احکام خداوندی کی اس کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے، پھر ان سب عبادات کو صحیح جذبہ کے ساتھ ادا کرنے سے جیسے عالم آخرت کے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح دنیوی اعتبار سے بھی شخصی اجتماعی نوعیت کے بہت سے فوائد ہیں اور ان تمام عبادتوں کا اور حق تعالیٰ کے احکام کی پیروی کا اصل مقصد اور بنیادی غرض و غایت خدا کے حضور اپنی محکومیت و بندگی کا اظہار کر کے اخروی ثمرات و نتائج کو حاصل کرنا ہے، لیکن ان کو ادا کرنے سے قدرتی طور پر دنیوی فوائد و اثرات بھی ضرور مرتب ہوتے ہیں، لہذا قربانی کی قدیم ترین عبادت میں سنت ابراہیمی کا احیا بھی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقامت اور آپ کے حکم کی بجا آوری بھی۔

حضرت زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ ان قربانیوں کی اصل کیا ہے آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ نے دریافت کیا ہمارے لئے اس میں کیا اجر ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بال کے مقابلہ میں ایک نیکی۔

غرضیکہ قربانی کی عبادت اپنی اصل نوعیت کے لحاظ سے جان کی قربانی ہے اور ظاہری شکل کے اعتبار سے مال کی قربانی ہے، جو خدائے ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لئے ادا کی جاتی ہے، پس عید الاضحیٰ کی مخصوص عبادت قربانی سے ایک طرف مسلمان کے جذبۂ اطاعت و بندگی کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف اس عمل سے حقیقی اور اہم اسلامی مقاصد کے لئے اپنی متاعِ محبوب مال اور جان عزیز کی قربانی دینے کا سبق حاصل ہوتا ہے۔

اچھی باتیں

"انسان اپنی غلطی پر اچھا وکیل بن جاتا ہے اور دوسروں کی غلطی پر سیدھا جج بن جاتا ہے ☆ انسان کا زوال تب شروع ہوتا ہے جب وہ اپنے مخلص لوگوں سے منافقت شروع کر دیتا ہے۔ ☆ نصیحت وہ سچی بات ہے، جسے ہم کبھی غور سے نہیں سنتے اور خوشامد ایک بدترین دھوکہ ہے جسے ہم پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ ☆ آپس کے بگڑے معاملات خود ہی حل کر لیے جانے سے تھوڑی ہی دیر میں حل ہو سکتے ہیں، تاہم اس میں جتنے کردار جمع ہوں گے تماشا اتنا ہی پھیلے گا۔" (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"قابل غور بات صرف یہ نہیں ہے کہ کمپنیاں اتنا بڑا فراڈ کر کے کیسے راہ فرار اختیار کر لیتی ہیں، سوچنے کا مقام یہ بھی ہے کہ جو کمپنیاں انہیں خریدتی ہیں وہ کیسے انہیں بینکوں سے قرض حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں، جنہیں پہلی کمپنی نے چونا لگایا تھا، یعنی ایک کمپنی بینکوں سے قرض لے کر ڈوب گئی، اور دوسری کمپنی کو انہیں خریدنے کے لیے انہیں بینکوں سے قرض مل جاتا ہے، واضح رہے کہ بینکوں میں رکھا یہ پیسہ ہمارا اور آپ کا ہے، جنہیں بینک کارپوریٹ گھرانوں پر لٹا رہے ہیں۔" (راشٹریہ سہارا، ۲۶/ جون ۲۰۲۱ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانارضوان احمد ندوی

آسودہ زندگی کاراز

اللہ نے تم کو جو دولت عطا فرمائی ہے، اس کے ذریعہ آخرت کی بھی جستجو کرو اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو، جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے، تم بھی بھلائی کرو اور زمین میں فساد اور بگاڑ مت چاہو، یقیناً اللہ بگاڑ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے (سورۂ قصص:۷۷)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے قارون کو مال ودولت کی نعمت سے نوازا تھا، مگر اس نے اللہ کی اس نعمت پر اترانا اور شیخی بگھارنا شروع کردیا، چنانچہ مسلمانوں نے قارون کو یہ نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال ودولت تجھے عطا فرمایا ہے اس کے ذریعہ آخرت کا سامان فراہم کرو یعنی اسے کار خیر میں خرچ کرتے رہو اور اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان وبھلائی کرو، اس مال کے ذریعہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا، لیکن وہ اپنی سرکشی کے نتیجہ میں تباہ کردیا گیا، یادرکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر اپنے بندوں کو بہت سی سہولتیں اور آسائشیں عطا کی ہیں، جن سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھانے کی بھی تلقین وترغیب دی گئی، کھانے پینے کی مختلف النوع اشیاء پیدا کیں، موسم کے لحاظ سے پہننے اور اوڑھنے کی نرم وگرم کپڑے بنائے، یہ سب چیزیں انسانی زندگی کے لئے ناگریز ہیں، لیکن ان کے حصول میں اس قدر منہمک ہوجانا اور اسی کو مقصد زندگی بنالینا صحیح اور درست نہیں ہے، اسلام نے اس سے منع کیا ہے، کیونکہ انسان کی خواہش بڑھتی رہتی ہے، وہ سہولتوں اور آرائشوں کے حصول میں اپنی تمام صلاحتیں اور توانائی خرچ کرتا رہتا ہے پھر بھی وہ پریشان رہتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان دنیاوی زیبائش کے حاصل کرنے میں بسا اوقات یاد الٰہی سے غافل ہوجاتا ہے، اس لئے مال ودولت کو جائز طریقوں سے حاصل کرنے کی جدوجہد ہو اور اس سے بھی اللہ کی رضا وخوشنودی کا حصول مقصد زندگی ہو، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا کہ اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے یعنی مال ودولت اور عمر وقوت وصحت وغیرہ ان سب سے وہ کام لے جو دار آخرت میں تیرے کام آئے اور درحقیقت دنیا کا یہی حصہ تیرا ہے جو آخرت کا سامان بن جائے، باقی دنیا تو دوسرے وارثوں کا ہے اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے، اس سے اپنی آخرت کا سامان بھی کرو، مگر اپنی ضروریات دنیا کو بھی نہ بھلاؤ کہ سب صدقہ وخیرات کرکے کنگال بن جاؤ، بلکہ بقدر ضرورت اپنے لئے بھی رکھو، اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کا خوبصورت اور پسندیدہ انداز یہ ہے کہ حلال وحرام کی تمیز ہر وقت پیش نظر رہے، دنیاوی نعمتوں سے محروم لوگوں کی طرف نگاہ کرکے میسر سہولتوں پر خدا کا شکر ادا کرے۔ علامہ اقبال نے کہا کہ

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

سکون قلب کی نعمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو دیکھ جو تمہارے نیچے ہے اور اس کو نہ دیکھو، جو تمہارے اوپر ہے، کیونکہ اس رویہ سے اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تم اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو (صحیح مسلم شریف)

مطلب:۔ اللہ تعالیٰ کائنات کے پورے نظام کو فطرت انسانی کے مطابق چلا رہے ہیں کہ موسم کی تبدیلی، سورج کی تمازت اور گرمی میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کی حلاوت، یہ سب کچھ ایک فطری نظام کے تحت گردش کرتے رہتے ہیں، اس میں کسی انسانی کاوش کو کوئی دخل نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال ودولت اور جاہ ومنصب کی نعمت عطا کی اور کسی کو اس سے محروم رکھا یا کسی کو کچھ زیادہ دیا اور کسی کو کم، یا کسی کو ایک چیز دی اور کسی کو دوسری چیزیں دیں، یہ بھی اللہ نے اپنی حکمت ومصلحت پر رکھا، اب حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کم ہے وہ اپنے سے اوپر والے کا تقابل نہ کرے، کیونکہ اگر وہ اپنے سے اوپر والے کو للچائی نظروں سے دیکھے گا، تو اس کے اندر بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگا، تو اس کے نتیجہ میں ناشکری کا احساس ابھرے گا اور آخر میں سکون کی نعمت سے محروم ہوجائے گا، ہاں! اگر وہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھے گا تو اس کے اندر اپنے اندر کی نعمت پر شکر بجا لائے گا کہ اللہ نے ہم کو صحت وتندرستی کی نعمت عطا کی، لیکن فلاں شخص صاحب ثروت ہونے کے باوجود صحت وتندرستی کی نعمت سے محروم ہے یا اس کے پاس سامان عیش وطرب کے باوجود اس کے استعمال سے عاجز ہے، تو پھر اس کے اندر شکر وامتنان کا جذبہ پیدا ہوگا اور اسے قلبی سکون میسر ہوگی، بعض سیرت نگاروں نے حضرت شیخ سعدیؒ کا ایک واقعہ لکھا کہ وہ ننگے پاؤں کہیں جارہے تھے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو جوتا پہنے ہوئے دیکھا اب ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ نے ان کو جوتا دیا اور مجھے بغیر جوتا کے رکھا وہ اسی تصور وخیال میں گم تھے کہ سامنے ان کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو لنگڑا تھا، اب ان کے اندر کا احساس جاگ گیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بنایا اور دو تندرست پاؤں عطا کئے۔

اگر انسان زندگی کے ہر میدان میں اس پہلو پر غور کرے تو وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ اگر وہ کسی ایک نعمت سے محروم ہے تو اللہ نے اس کو کوئی دوسری نعمت ضرور عطا کی ہے، اب اگر وہ ان نعمتوں پر شکر گذار بن جائے تو وہ ہر طرح کی الجھنوں سے محفوظ رہے گا اور سکون وعافیت کی زندگی بسر کرے گا، البتہ اگر کوئی اللہ کی دی ہوئی توانائی اور قوت کو بروئے کار لائے، محنت ومجاہدہ سے اللہ کے فضل کو تلاش کرے اور اللہ سے عافیت کی دعا کا طلب گار بنا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کاوشوں کو اس کے فائدے کی حد تک ضرور عطا فرماتے ہیں، یہی ہے کامیاب زندگی کا راز اور اسی سے ہم ترقی کے منازل طے کرسکتے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک صاحب نصاب شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، اب وہ اس کو بیچ کر دوسرا جانور خریدنا چاہتا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لینا چاہتا ہے شرعاً اس کی اجازت ہے یا نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو فاضل رقم اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر کسی نے فروخت کردیا تو اس پر ضروری ہوگا کہ دوسرا جانور پہلے جانور کی قیمت کے مساوی یا اس سے زیادہ قیمت کا خریدے، اگر کم قیمت کا خریدا ہے یا بڑے جانور میں حصہ لیا ہے تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم وضروری ہوگا:

”ویکرہ أن یبدل بھا غیرھا اذا کان غنیا“ (الکفایۃ علی ھامش فتح القدیر: ۴۳۸/۸)

”وان ضحی بالثانیۃ أجزأہ وسقطت عنہ الاضحیۃ ولیس علیہ أن یضحی بالاولیٰ لان التضحیۃ بھا لم تجب بالشراء بل کانت الاضحیۃ واجبۃ فی ذمتہ بمطلق الشاۃ،فاذا ضحی بالثانیۃ فقد ادی الواجب بھا...... وسواء کانت الثانیۃ مثل الاولیٰ فی القیمۃ أو فوقھا او دونھا لما قلنا غیر أنھا ان کانت دونھا فی القیمۃ یجب علیہ أن یتصدق بفضل مابین القیمتین“ (بدائع الصنائع: ۱۹۹/۴-۲۰۰، کتاب الاضحیۃ)

غیر صاحب نصاب کے لئے قربانی کا جانور بدلنا:

س: ایک شخص جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کے ارادہ سے کوئی جانور خریدا اب وہ اس کو بدل کر دوسرا جانور قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس میں ایام قربانی اور غیر ایام قربانی کی کوئی تفصیل ہے؟

ج: غیر صاحب نصاب شخص نے قربانی کے ایام میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو وہ جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا، اس پر اسی جانور کی قربانی لازم وضروری ہوگی، اس کو نہ تو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے:

”وفی العتابیۃ: المختار أن الفقیر لو اشتراھا بنیۃ التضحیۃ فی أیام النحر تصیر التضحیۃ واجبۃ فی حقہ“ (الفتاوی التاتارخانیۃ: ۴۱۱/۱۷)

”وفقیر...... شراھا لھا لوجوبھا علیہ بذالک حتی یمتنع علیہ بیعھا“ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۴۶۵/۹)

اور اگر قربانی کے ایام سے قبل خریدا ہے تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں اس سلسلہ میں اختلاف ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے، وہ اس کو فروخت کرسکتا ہے اور بدل سکتا ہے:

”ووقع فی التاتارخانیۃ التعبیر بقولہ شراھا لھا ایام النحر وظاھرہ أنہ لو شراھا لھا قبلھا لاتجب ولم أرہ صریحا، فلیراجع“ (رد المحتار: ۴۶۵/۹)

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی قربانی اس پر لازم ہے کیونکہ شراء فقیر جب بمنزلہ نذر ہے تو وہ عام ہے جب بھی قربانی کے ارادہ سے خریدے قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور اس کا تبادلہ جائز نہ ہوگا:

”اما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیۃ اذا کان المشتری فقیراً بان اشتری فقیر شاۃ ینوی أن یضحی بھا“ (بدائع الصنائع: ۱۹۲/۴)

پہلے قول پر عمل کرنے میں توسع ہے جبکہ دوسرا احوط ہے اور عبادت میں احتیاط پر عمل ضروری ہے، لہذا اس اختلاف کے پیش نظر بہتر یہ ہے کہ ایسا شخص اسی جانور کی قربانی کرے بلا وجہ اس کو فروخت یا تبادلہ نہ کرے اور اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کو بیچنے یا تبادلہ کی گنجائش ہے لیکن فاضل رقم کا بہر حال صدقہ کرنا ضروری ہے۔

قربانی کی نیت سے پالے ہوئے جانور کو بدلنا:

س: ایک آدمی نے قربانی کی نیت سے بکرا پالا تو اس کی قربانی اس پر لازم ہے یا نہیں وہ اس کو بدل سکتا ہے یا نہیں؟

ج: بکرا پالنے کی دو صورتیں ہیں یا تو گھر کا پیدائشی بکرا ہے یا خریدا ہوا ہے، پھر خریدنے کی بھی دو صورتیں ہیں یا تو خریدتے وقت قربانی کی نیت نہیں تھی بعد میں قربانی کی نیت کی یا خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی، پہلی صورت جبکہ گھر کا پیدائشی بکرا ہو یا دوسری صورت جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ ہو بعد میں قربانی کا ارادہ کیا ہو، ان دونوں صورتوں میں اس کی قربانی واجب نہیں ہے اس کو جو چاہے کرسکتا ہے خواہ امیر ہو یا غریب:

”لو کان فی ملک انسان شاۃ فنوی أن یضحی بھا أو اشتری شاۃ ولم ینو الاضحیۃ وقت الشراء ثم نوی بعد ذالک أن یضحی بھا لایجب علیہ سواء کان غنیا أو فقیراً لان النیۃ لم تقارن الشراء فلاتعتبر“ (بدائع الصنائع: ۱۹۳/۴)

اور تیسری صورت میں (جبکہ خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی) جانور قربانی کے لئے متعین ہوجائے گا اور ضروری ہوگا کہ اس کو بلا ضرورت شرعی نہ بدلا جائے، اگر بدل دیا تو فاضل رقم کو صدقہ کرنا لازم ہوگا، خواہ امیر ہو یا غریب:

والصحیح انھا تتعین من الموسر ایضا بلاخلاف بین اصحابنا...... ووجھہ ان نیۃ التعیین قارنت الفعل وھو الشراء فأوجبت تعیین المشتری للاضحیۃ الا ان تعیینہ للاضحیۃ لایمنع جواز التضحیۃ بغیرھا“ (بدائع الصنائع: ۲۰۲/۴)۔فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 28 مورخہ ۳۰/ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲/جولائی ۲۰۲۱ء روز سوموار

قربانی کا مقصد

عیدالاضحیٰ کا مہینہ آنے سے قبل ہی قربانی کی تیاری شروع ہوجاتی ہے، بکروں کی منڈیاں لگ جاتی ہیں، جانور خریدے جاتے ہیں، کچھ لوگ خلوص سے توانا وتنومند جانور لے لیتے ہیں، اور کچھ دوسروں سے پیچھے نہیں رہنے کے زعم میں اور اس لئے بھی کہ ہمارا بکرا گاؤں اور سماج میں سب سے نمایاں رہے، خریداری کرتے ہیں، قربانی کمزور جانور کی پسندیدہ بھی نہیں ہے اور اگر ایسا کمزور جانور ہو جو مذبح تک جانہ سکے تو قربانی پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے؛ اس لئے کمزور نہیں، اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے مضبوط جانور ہی قربان کرنا چاہئے، پل صراط پر سواری کے کام آنے کا یقین بھی اسی کا متقاضی ہے، گو دوسرے صدقات کی طرح اللہ قربانی کے جانور کو بھی توانا کردیں گے؛ لیکن یہ توانائی گوشت پوست، قد وقامت، اور قیمتوں سے نہیں ہوگی، وہاں تو جانوروں میں توانائی خلوص اور تقوی کی بنیاد پر آئے گی، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بہت واضح طور پر ارشاد فرمادیا ہے۔ یعنی اللہ کے نزدیک جانور کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا، تقوی پہونچتا ہے، قربانی میں تقویٰ، خلوص، للّٰہیت، نمود وریا سے دوری، جذبہ بندگی اور بارگاہ الٰہی میں خود سپردگی کا نام ہے، اسی لئے قربانی سے قبل جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں، ان کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ خود سپردگی کا یہ اظہار لفظوں میں بھی کرایا جاتا ہے ،اور بندہ کہتا ہے میں نے اپنا رخ آسمان، زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف خالصتا کرلیا اور میں مشرک نہیں ہوں ،قربانی کرتے وقت یہ آیت رسماً نہیں پڑھی جاتی ہے، اس لئے پڑھوایا جاتا ہے تاکہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی خالقیت کا پورا پورا استحضار ہوجائے اس کو تقویت دینے کے لئے ایک اور آیت پڑھی جاتی ہے۔ اِنَّ صَلاتِــی وَنُسُـــکِــیْ وَمَـحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ یعنی میری نمازیں، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تمام جہان کے پالنہار کے لئے ہے، یہاں صلاۃ اور نسک کو دو لفظ نہیں؛ بلکہ بدنی اور مالی عبادتوں کا اشاریہ سمجھنا چاہئے، اس خیال کو تقویت ''محیا'' اور ''ممات'' کے لفظ سے بھی ملتی ہے، بدنی اور مالی عبادتوں کے ذکر کے ساتھ محیا اور ممات کا لفظ یہ بتانے کے لئے ہے کہ زندگی کے تمام معاملات، معاشرت اور تمام امور، شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی انجام پائیں گے؛ قربانی کرتے وقت ان آیات کی تلاوت صرف ثواب کے لئے نہیں، بلکہ اس وعدہ اور عہد کی تجدید ہے جو ''عہد الست'' میں بندہ نے کیا ہے اور جس کو دن بدن یہاں آکر ''کار جہاں دراز ہے'' کہہ کر بھولتا جارہا ہے، خلوص وللّٰہیت اور اللہ کے لئے کام کرنے کا جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے۔ سارے کام دکھاوے کے لئے کئے جاتے ہیں اور قربانی میں بھی خلوص سے زیادہ مسابقہ کارفرما ہوتا ہے، یہ مسابقہ اور خودنمائی بالکل باقی نہ رہے، اس پر آخری ضرب جانور کو لٹا کر چھری چلاتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے لگائی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے، کس کے نام سے؟ اللہ کے نام سے، ہمارے یہاں یہ بھی ایک غلط اصطلاح رائج ہوگئی ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے یا قربانی کے وقت کہا جاتا ہے کہ یہ قربانی فلاں کے نام سے ہوگی نعوذ باللہ۔ قربانی ساری اللہ کے نام سے ہوگی، اس کے لئے صحیح تعبیر یہ ہے کہ کس کی طرف سے ہوگی یعنی کس شخص کی طرف سے قربانی کی ادائیگی اس جانور کو قربان کرکے کی جارہی ہے۔ چھری حلقوم پر چلی، خون کے فوارے بہے، جانور نے جان، جان آفریں کے سپرد کردیا، آپ کی قربانی آپ کے خلوص کے اعتبار سے اللہ کے پاس پہنچ گئی، اصل اجرو ثواب تو وہیں ملے گا اور آپ کے خلوص کے اعتبار سے دیا جائے گا، مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا ہے کہ ذبح کے بعد کھال ادھیرنے کے لئے لے جانے سے پہلے ایک بار غور سے جانور کو دیکھئے، یہ شرعی حکم نہیں ہے ؛لیکن دیکھئے، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، جان نکل گئی، لیکن آنکھ آپ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے، آپ سے سوال کررہی ہے کہ جناب! میں نے تو آپکی طرف سے اپنے جان کی قربانی دیدی، لیکن کیا آپ نے بھی اپنے نفس امارہ کی قربانی کے لئے خود کو تیار کیا؟ اللہ کے راستے میں مال ہی نہیں، وقت آنے پر جان دینے کا خیال پیدا ہوا؟ اپنی محبوب اولاد اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا؟ اگر ایسا ہوا تو میری قربانی رائیگاں نہیں گئی، اور آپ خیر وبھلائی کے پانے والے ہوگئے اور اگر آج بھی مال کی محبت آپ کے دل میں اس قدر ہے کہ حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر سمیٹے جارہے ہیں، دین کی سربلندی اور دعوت وتبلیغ کے لئے اپنی اولاد کو نکلنے نہیں دے رہے ہیں، آپ کو لگتا ہے کہ نماز کے وقت جماعت میں جانے سے گاہک واپس ہوجائے گا، اور ہم معاشی کساد بازاری کے شکار ہوجائیں گے، آپ پہلے کی طرح گناہوں پر جری ہیں، اور خیر کی طرف رغبت اب بھی نہیں پیدا ہوتی ہے تو سمجھئے کہ میری جان اکارت گئی، آپ کا کچھ بھی بھلا نہیں ہوا، اب بھی موقع ہے، قربانی کی دعا پڑھئے اور جو کمی کوتاہی رہ گئی ہے، اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ! اس قربانی کو قبول کرلے؛ بالکل اسی طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی قبول کی تھی، اس قربانی کو قبولیت کا وہ مقام عطا فرمادے جو انبیاء کرام کی قربانیوں کو تو نے دیا۔ یہ دعاء ذبح کرنے والا ہی پڑھتا ہے؛ لیکن قربانی کے اس پورے عمل میں شعوری طور پر شریک ہونے کی غرض سے یہ حکم دیا گیا کہ بہتر ہے کہ آدمی اپنی طرف سے قربانی کا جانور خود سے ذبح کرے اور اگر اس کے لئے کسی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہیں تو وہاں پر قریب میں کھڑا رہے؛ تاکہ قربانی کے عمل کو خود سے دیکھے اور محسوس کرے کہ یہ صرف جانور کا ذبح کرنا نہیں؛ بلکہ سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کرنا ہے، مال بھی جان بھی، اولاد بھی، زندگی اور موت بھی، سوچئے اور بار بار سوچئے، قربانی شعور کے ساتھ کیجئے، جانور کے ساتھ سب کچھ اللہ کے لئے قربان ہوجائے، ایسا ہوا یا نہیں، اسکی پہلی آزمائش قربانی کے گوشت سے شروع ہوتی ہے، آپ نے عزیز واقربا دوست اور احباب کا حصہ اس میں لگایا؟ غربا اور سماج کے پریشان حال لوگوں کے لئے کچھ حصہ خاص کیا؟ یا بڑا خاندان ہے، گھر ہی میں پورا نہیں ہوتا، کہہ کر سارا رکھ لیا، یقیناً آپ ایسا کرسکتے ہیں، شرعی اجازت بھی ہے، لیکن ایسا کرکے آپ نے سماج کے لئے قربانی نہ دینے کے اپنے احساس کا کھلے عام اظہار کردیا، جانور کے کھال کی قیمت آپ نے غربا، یتامیٰ کے لئے دیا یا بغیر فروخت کئے اپنے لئے جائے نماز بنالیا ،اگر ایسا کیا تو معلوم ہوگیا کہ اللہ کے راستے میں دینے کا آپ کا مزاج نہیں بنا، آپ نے اپنی طرف سے قربانی کردی، لیکن بیوی بھی صاحب نصاب ہے، بہو بھی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے زیور لے کر بیٹھی ہے ،بیٹا نے بھی بینک بیلنس اور سامان اتنی مالیت کا جمع کر رکھا ہے، ان کی طرف سے قربانی رہ گئی، اور آپ مُردوں کی طرف سے قربانی کررہے ہیں پہلے ان کی طرف سے تو قربانی دے لیجئے؛ جن پر واجب ہے، قربانی کے ایام میں قربانی کے علاوہ کوئی عمل اللہ کو اس قدر پسند نہیں ہے؛ اس لئے قربانی جن پر واجب ہے، سب کی طرف سے دیجئے، تاکہ سب کے نفس امارہ اللہ کے راستے میں حقیقتاً قربان ہوجائیں یہی عید قرباں کا پیغام ہے اور یہی اس کا مقصد۔

حکمت عملی

ایمانی واسلامی زندگی مسلمانوں کے لیے مطلوب ومقصود، شریعت کے احکام ومسائل منصوص اور زندگی کے تمام شعبوں کے لیے تفصیلی ہدایات اور طریقۂ کار قرآن واحادیث میں مذکور ہیں، ہماری زندگی اسی کے مطابق گذرنی چاہیے، ان معاملات میں مذاہب یا حکومت کی دخل اندازی کسی بھی درجہ میں مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے اور پوری استطاعت کے ساتھ اس دخل اندازی کو روکنے کے لیے ہر سطح پر تیاری ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔

یہ دخل اندازی کس طرح روکی جاسکتی ہے، اس کا تعلق بڑی حد تک حکمت عملی سے ہے اور حکمت عملی زمان ومکان کے فرق سے الگ الگ ہوسکتی ہے اور اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات بدر، احد، خندق، حنین وغیرہ میں باطل طاقتوں سے مقابلے کے لیے الگ الگ حکمت عملی اختیار کی، کبھی شہر سے باہر جاکر مقابلہ کیا گیا اور کبھی شہر کے قریب خندق کھود کر دفاعی قوت مضبوط کی گئی، بعض کے معاملہ میں فدیہ لے کر رہائی کا فیصلہ کیا گیا اور بعض کو تعلیم وتدریس کی خدمت لے کر چھوڑا گیا، اسی طرح اسلام دشمن طاقتوں سے سمجھوتے میں بھی ساری کفریہ طاقت کو مذہب اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے ملت واحدۃ نہیں قرار دیا گیا، حالاں کہ حقیقتا الکفر ملة واحدة ہی کہا گیا ہے، لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی یہ اختیار کی کہ ہر قبیلے سے الگ الگ معاہدہ کیا تاکہ ان کو اپنی اکثریت اور کفر کے ملة واحدة ہونے کی وجہ سے برتری کا احساس نہ ہو، یہ تاریخی واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ احکام منصوص ہیں، عبادت، معاملات وغیرہ کا طریقہ متعین ہے، لیکن حکمت عملی کے اختیار کرنے میں جو شرعی طور پر کسی احکام سے متصادم اور کسی منکر اور گناہ میں پڑنے کا سبب نہ بنے یک گونہ حالات وزمانہ کی رعایت کا اس میں دخل ہے۔

اس وقت پورے ملک کے جو حالات ہیں اور مسلمانوں پر کشادگی کے باوجود زمین کے تنگ کرنے اور زندگی دشوار کرنے کی جو مہم چل رہی ہے، جس طرح بے گناہوں کا خون، گائے کے تحفظ، لو جہاد، ہجومی تشدد کے نام پر بہایا جارہا ہے اور حکومت نے جس طرح عدالت اور پارلیامنٹ کا سہارا لے کر شرعی احکام میں مداخلت کی ٹھان رکھی ہے نیز اسلامی ایمانی زندگی گذارنے سے قانون اور عدالت کے ذریعہ جبراً روکا جارہا ہے، دستور میں دیئے گیے اقلیتوں کے حقوق ومراعات کی جس طرح اَن دیکھی کی جارہی ہے اور جس طرح دستور کی آبرو سے کھیلا جارہا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مضبوط اور منظّم حکمت عملی کے ساتھ اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور سرکار کو بتادیا جائے کہ مسلمان اس ملک سے محبت کرتے ہیں، اس ملک کی سالمیت بقاء اور یہاں کی جمہوری اور دستوری قدروں کے تحفظ کے لیے قربانیاں دیتے رہے ہیں، اور آج بھی ملک کے دستور اور جمہوری قدروں کی حفاظت کے لیے آگے آنے کو تیار ہیں اور یہ سب کچھ ہم ہندوستانی دستور وقوانین پر عمل کرتے ہوئے کرسکتے ہیں، ہم قانون کی خلاف ورزی اور فرقہ پرستوں کی طرح لاقانونیت برپا کرکے کچھ نہیں کرنا چاہتے۔

بات گھوم پھر کر وہیں پر آگئی کہ کیا کیا جائے؟ اس ملک میں سرکار ہر دور میں احتجاج، جلوس، دھرنے، مظاہرے اور ریلیوں کی زبان سنتی رہی ہے، حالیہ دنوں میں دلتوں، جاٹوں اور دوسری چھوٹی چھوٹی اکائیوں نے احتجاج، دھرنے اور مظاہرے کی وہ فضا بنائی کہ حکومت کو ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے، ہم نے جے پی اندولن کو دیکھا ہے اور انا ہزارے کی تحریک کے اثرات کو سمجھا ہے، آج کے دور میں اسی حکمت عملی کو اپنانے کی ضرورت ہے اور اپنی بات حکومت کے بلند وبالا ایوانوں تک پہونچانے کے لیے یہ غیر قانونی بھی نہیں ہے، گاندھی جی کے انشن اور اپنی بات منوانے کے لیے دھرنے کو ابھی تو صدی بھی نہیں گذری۔

رافیل سودے کی جانچ

۲۰۱۶ء میں ہندوستان نے فرانسیسی طیارہ ساز کمپنی ڈی سالٹ سے چھتیس طیاروں کے لیے (۸ء۷ بلین یورو) ۳ء۹ بلین ڈالر) کا معاہدہ کیا تھا، اس معاہدہ میں بدعنوانی اور رشوت خوری کے الزام پہلے سے لگتے رہے ہیں، حزب مخالف نے اسے انتخاب میں بھی بڑا مُدا بنایا تھا، کانگریسی عہد میں ۱۲۶/طیاروں کی خریداری کا معاہدہ ہوا تھا، اور ہندوستان ایرونا ٹیکس لیمیٹیڈ (ایچ اےایل) کو شراکت دی گئی تھی، لیکن ہندوستان کی بی جے پی حکومت نے ایرونا ٹیکس کی جگہ انیل امبانی کی کمپنی کو اس کا حصہ دار بنایا، جب کہ انیل امبانی کی کمپنی کو اس قسم کے کام کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اب کہ یہ معاملہ اس لیے سرخیوں میں ہے کہ اس بار فرانس حکومت نے اس سودے کی جانچ کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے ایک فرانسیسی جج کو بدعنوانی کے شعبے کی تحقیقات کے لیے مامور کیا ہے، یہ حکم فرانس کی ایک ان جی او ''شیرپا'' کے ذریعہ درج شکایت کے لیے دیا گیا ہے، شیرپا نے یہ شکایت ۲۰۱۸ء میں درج کرائی تھی، فرانسیسی دستور کے مطابق شیرپا جیسی تنظیموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بدعنوانی کے کسی معاملہ کو عدالت میں لے جائے۔

اس خبر کے آنے کے بعد ہندوستان میں سیاست پھر گرما گئی ہے، دیکھئے اس جانچ کی رپورٹ کیا آتی ہے، اگر بدعنوانی اور رشوت خوری ثابت ہوگئی، جس کا امکان ذرا کم ہی ہے تو ہندوستانی سیاست میں ایک بھونچال سا آجائیگا۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

دارالعلوم دیوبند کے نامور استاذ، جمعیت علماء ہند کی مجلس عاملہ کے رکن، مشہور محدث، بڑی علمی شخصیت، اسماء الرجال کے ماہر، اردو زبان وادب کے رمز شناس اور دارالعلوم رسالہ کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (ولادت ۱۹۴۵) کا ۳۰/رمضان ۴۲ھ مطابق ۱۳/مئی ۲۰۲۱ء کو جگدیش پور اعظم گڈھ میں انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دارالعلوم دیوبند اور علمی دنیا کے لیے بڑا حادثہ ہے، دارالعلوم کئی اساتذہ یکے بعد دیگرے رخصت ہوگئے، دنیا اہل علم سے خالی ہوتی جارہی ہے۔

مولانا سے میری ملاقات دارالعلوم مئو کے زمانۂ طالب علمی سے تھی، وہ ان دنوں جامعہ اسلامیہ بنارس میں استاذ تھے، وطن اصلی جگدیش پور اعظم گڈھ تھا، وطن آتے تو اپنی مادر علمی دارالعلوم مئو بھی آیا کرتے، اسی زمانہ میں ان کی مشہور زمانہ کتاب تذکرہ علماء اعظم گڈھ آئی تھی، یہ بڑی تحقیقی کتاب تھی، مولانا کی تاریخ پر گہری نظر کا اندازہ اسی کو دیکھ کر ہوا تھا، ۱۹۸۲ء میں انقلاب کے بعد جو لوگ دارالعلوم کے مسند تدریس پر فائز ہوئے، ان میں سے مولانا مرحوم بھی ایک تھے، اس سے قبل ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۵ء میں انہوں نے جامعہ اسلامیہ بنارس سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا تھا، انہوں نے دارالعلوم کے ترجمان ماہنامہ دارالعلوم کی تین دہائیوں تک ادارت کے فرائض انجام دیے، اوراس کو معیاری بنانے کے لئے مسلسل کوشاں رہے، دارالعلوم کے اداریے حالات حاضرہ پر بڑے چشم کشا اور مفید ہوا کرتے تھے، مولانا کے مضامین کا مجموعہ تین جلدوں میں شائع ہوکر مقبول ومعروف ہے، اس کے علاوہ امام ابوداؤد کے اساتذہ اور حجیت حدیث پر بھی مولانا کی تصنیفات موجود ہیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کا انتقال پوری علمی دنیا کے لیے بڑا حادثہ ہے، وہ ہمارے عہد کے حدیث کے بڑے محقق تھے، ان کا درس طلبہ کے درمیان انتہائی مقبول تھا، فن اسماء الرجال میں غیر معمولی درک اور متن حدیث پر عمدہ گفتگو کی وجہ سے وہ احاطہ دارالعلوم میں ''ابن حجر ثانی'' کے نام سے جانے جاتے تھے، وہ ائمہ جرح وتعدیل حضرت علی بن المدینی اور یحی بن سعید القطان کے راست ترجمان تھے، اسی طرح تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی، اس موضوع پر ان کی کئی کتابیں ماخذ کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ وہ اردو کے بہترین ادیب، نامور انشاء پرداز تھے، ان کی تحریروں میں ادبی صنعتوں کا استعمال تو کم ہوتا، لیکن زبان بڑی پاکیزہ ہوتی، اسلوب کی سادگی اور الفاظ میں ترسیل کی فراوانی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی اور قاری ان کی تحریروں سے بہت کچھ معلومات حاصل کر کے ہی کتاب رکھتا۔ مولانا مزاج کے اعتبار سے متواضع اور حق کے معاملہ میں بڑے سخت واقع ہوئے تھے، طلبہ پر شفقت اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا بھی ان کے مزاج کا حصہ تھا۔ رمضان المبارک کے آخری دن اور وباء عام میں سفر آخرت پر روانگی، ہمارے لئے جس قدر سوہان روح ہو، مولانا کے لئے مژدہ مغفرت ہے، اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے ،درجات بلند کرے، دارالعلوم دیوبند کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔

ڈاکٹر ممتاز احمد خان: اردو تحریک کے عظیم قائد

ڈاکٹر ممتاز احمد خان صاحب سابق ایسوسی ایٹ پروفیسر بہار یونیورسٹی مظفر پور ساکن باغ ملی حاجی پور ویشالی بن رضوان احمد خان اچھے استاذ، بہترین نقاد اور اردو تحریک کے عظیم قائد تھے، انہوں نے انجمن ترقی اردو کے پلیٹ فارم سے اردو کی ترویج واشاعت اور ترقی کے لیے بہت کام کیا، کاروان ادب کے صدر کی حیثیت سے اردو دوستوں کی ایک مضبوط ٹیم تیار کی جس میں انوار الحسن وسطوی جیسے اردو کے کہنہ مشق ادیب اور ڈاکٹر مشتاق احمد مشتاق، ڈاکٹر عارف حسن وسطوی، ڈاکٹر محمد صباء الہدی اور ڈاکٹر عبداللطیف جیسے انکے شاگرد تھے جو انکے دست وبازو بن کر کام کرتے تھے، ڈاکٹر صاحب کی ٹیم میں سید مصباح الدین احمد، نذر الاسلام نظمی، ظہیر الدین نوری، نسیم احمد ایڈووکیٹ تھے جو انکے مشورے اور ہدایت کے مطابق کاموں کو آگے بڑھاتے تھے اللہ رب العزت ان سب کو صبر اور توفیق دے کہ وہ ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو آگے بڑھاتے رہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنا تحریری اثاثہ بھی بہت چھوڑا ہے وہ بڑے نقاد اور اقبالیات کے ماہر تھے۔ انکی آخری کتاب ''قندیلیں'' حال ہی میں طبع ہوکر آئی تھی انہوں نے اپنی نگرانی میں میرے اوپر حاجی پور میں سمینار کروایا، ڈاکٹر راحت حسین کی کتاب ثناء الہدی قاسمی کی ادبی خدمات کی تقریب اجراء میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ میری ادبی تحریریں بھی انکی حوصلہ افزائی اور تحریک کے نتیجے میں وجود پذیر ہوئیں۔ وہ اپنے شاگردوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی میں ہی غیر مطبوعہ سرمایہ کو دُردِ تہہ جام کے نام سے مرتب کردیا تھا، اور اس کی اشاعت کے لئے رقم کی منظوری بھی اردو ڈائرکٹریٹ سے ہوگئی تھی، انہیں احساس تھا کہ یہ ان کی آخری کتاب ہے، جس کا اظہار بار بار وہ کیا کرتے تھے، اچھے خاصے تھے، ابھی چند دن قبل ہی انہوں نے اپنی کتاب قندیلیں عطا فرمائی تھیں اچانک بیمار ہوئے، تنفس اور جوڑوں میں درد کی شکایت پہلے سے ہی تھی، اس حالت مین بھی گھر سے جماعت کے لیے مسجد کا جانا ناغہ نہیں ہوتا تھا کورونا کی وجہ سے جو نمازی فاصلے کھڑا ہوتا تو انہیں بڑی کوفت ہوتی، فرماتے کہ بازاروں میں دنیاداری ہوتی ہے، وہاں تو فاصلے لوگ باقی نہیں رکھتے اور سارا سرکاری ضابطہ مسجدوں ہی کے لیے رہ گیا ہے، ان کی مجلسیں بڑی باغ وبہار ہوا کرتی تھیں، تشنگان علوم ان کے ارشادات سے مستفیض ہوا کرتے تھے ۲۳/اپریل ۲۰۲۱ء بعد نماز عصر بروز جمعہ مطابق ۱۰/رمضان ۱۴۴۲ھ صرف تین چار روز بیمار ہوکر سفر آخرت اختیار کیا، مضان کا مہینہ، جمعہ کا دن، عصر کی نماز کا وقت، سارے آثار مغفرت کی گواہی دیتے ہیں، تدفین اگلے دن بعد نماز ظہر سانچی پٹی حاجی پور کے قبرستان میں ہوئی، جنازہ کی نماز ان کے آبائی گاؤں مروت پور مہنار کے امام صاحب نے پڑھائی۔

ان کے انتقال کی خبر پر میں نے ان کے شاگردوں کو دھاڑیں مار کر روتے ہوئے دیکھا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے (تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

امیر شریعت سابعؒ۔علماء ودانشوران کی نظر میں

امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ملکی وملی پیمانے پر جو خلا پیدا ہوا ہے اس کی تلافی مستقبل قریب میں ہوتی نظر نہیں آتی، علماء، صلحاء، صوفیاء، قائدین اور اہل قلم سے آج بھی یہ ملک خالی نہیں ہے، ہر محاذ پر کام کرنے والے لوگ موجود ہیں، ان کا کام وقیع بھی ہے اور قابل قدر بھی؛ لیکن جو جامعیت حضرت صاحب میں تھی، وہ دور دور تک نظر نہیں آتی، اس اعتبار سے ہندوستان خالی ہوگیا، حضرت صاحب مفکر بھی تھے، مدرس بھی، خطیب بھی تھے، قائد بھی، بزرگوں کی مسند پر اکابر کی سجادگی کے مظہر اتم اور سیاست کی دنیا میں جرأت وبے باکی کے ساتھ اپنی بات رکھنے میں ممتاز، قلم ہاتھ میں لے لیا تو اچھے صحافی، مقالہ نگار، گفتگو کرنے لگیں تو حکمت وموعظت کے قیمتی موتی سے لوگوں کے دامن بھرنے والے الدین النصحیة کے عملی شہ سوار، مختلف دماغوں کا ایک انسان، جس کے سارے دروازے بیک وقت کھلے رہتے تھے، ایسا کوئی انسان میری محدود نظر میں اس وقت کوئی دوسرا نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ ''تو چیزے دیگری'' کے صحیح مصداق تھے اور انہیں کہنے کا حق تھا کہ

ع ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

ایسی عظیم شخصیت کی وفات پر ملت کو رونا تھا، اس نے رولیا، ملک وبیرون ملک میں ماتم پسر گیا، اہل علم وقلم نے ان کی حیات وخدمات پر بہت لکھا، شعراء نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا، مختلف لوگوں کی طرف سے ان کی زندگی کا مرقع تیار کیا جارہا ہے، کئی کتابیں دیر سویر منظر عام پر آنے والی ہیں، جن کی تیاری زوروں پر چل رہی ہے، ہفتہ دو ہفتہ، مہینہ دو مہینہ میں وہ کتابیں نظر نواز ہوں گی؛ ان میں امارت شرعیہ کا ترجمان ہفتہ وار نقیب کا خصوصی شمارہ ''امیر شریعت سابع نمبر'' ایک کتاب مولانا قمر عالم ندوی کی ''ضیاء ولی''، سہ ماہی ممتاز یکہتہ اور گلشن نعمانی مالیگاؤں کا ضخیم نمبر بھی آنے والا ہے؛ لیکن اولیت کی سعادت مولانا ساجد حسن رحمانی قاسمی اور مولانا مفتی محمد موسیٰ قاسمی کی مرتب کردہ کتاب ''امیر شریعت سابع۔علماء و دانشوران کی نظر میں'' کے حصے میں آئی ہے ۔الفضل للمتقدم

مولانا ساجد رحمانی قاسمی اور مولانا محمد موسیٰ قاسمی لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے جس محنت سے اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے، مضامین لکھوائے، منگوائے ہیں وہ انتہائی قابل قدر ہیں، یہ محنت جاں کاہی اور جانفشانی اس وقت تک ممکن نہیں ہے؛ جب تک کسی کی محبت سودائے قلب میں جاگزیں نہ ہو، مجھے خوشی ہے کہ حضرت صاحب کی محبت وعقیدت، حضرت کے مریدان باصفا ہی میں نہیں مولانا ساجد رحمانی قاسمی اور مولانا مفتی محمد موسیٰ قاسمی جیسے نوجوانوں کے دلوں میں بھی موج زن ہے، اس محبت وعقیدت نے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، مجموعہ کے مضامین حضرت صاحب کی حیات وخدمات کے مختلف گوشے ہمارے سامنے لاتے ہیں، اس قسم کے مجموعے میں تکرار فطری اور لازمی ہے، مجھے خوشی ہے کہ مرتبین نے بڑی حد تک تکرار سے بچنے کی کوشش کی ہے اور اس میں وہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

مولانا ساجد رحمانی قاسمی بہار یونیورسیٹی میں میرے رفیق درس ماسٹر آل حسن صاحب کے چشم وچراغ ہیں، صالح عالم دین ہیں، میں نے کم وبیش بیس سال مولانا ساجد رحمانی کے دادا حافظ مجیب الرحمٰن مرحوم کے ساتھ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں پڑھایا ہے، اس طرح اس خاندان سے میرے تعلقات قدیم ہیں، ویشالی میں ۱۹۸۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد میں نے جو تعلیمی تحریک شروع کی تھی اس کے جو اثرات مرتب ہوئے، اس نے ویشالی ضلع کو علم وادب کا گہوارہ بنا دیا ہے، اس تحریک سے قبل ویشالی میں علماء کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی، اور لکھنے والوں کی تعداد تو ایک انگلی کے پوروں میں سما جاتی تھی، ۱۹۸۳ء کے بعد سے جو محنت ہوئی اس نے اتنے علماء، فضلاء، حفاظ اور اہل قلم پیدا کردیے ہیں کہ ان پر مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے؛ بلکہ بعض اہل قلم لکھ رہے ہیں۔

مولانا محمد موسیٰ قاسمی سیتامڑھی کے ہیں، المعہد العالی حیدرآباد سے افتاء وقضا کی تربیت لی ہے، سیتامڑھی ماضی بعید سے آج تک علماء، صلحاء، مدارس دینیہ کے لیے مشہور رہا ہے، اس فضا میں پروان چڑھ کر مولانا محمد موسیٰ قاسمی کی صلاحیت کو صالحیت کے ساتھ پروان چڑھنا ہی تھا، سو مولانا اس کے مظہر بن کر ہمارے سامنے آئے ہیں۔

میں اس مجموعہ کے مرتبین کو مبارکباد دیتا ہوں، اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی تصنیفات وتالیفات کا سلسلہ دراز ہو، میں امارت شرعیہ کے نائب ناظم کی حیثیت سے ان حضرات کا شکر گذار بھی ہوں کہ انہوں نے حضرت صاحب پر ایک اچھی کتاب مرتب کرڈالی۔

ع ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

Scanned with CamScanner

قسط سوم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ - اور تحریک جہاد شاملی

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

جہاد کا قطعی فیصلہ

یہ انتخاب ایسا برمحل تھا کہ اس کے خلاف کسی کو لب کشائی کی ہمت ہی نہیں ہوئی کیوں کہ حاجی صاحبؒ کی عظمت واحترام پر ہر دل مطمئن تھا اس لئے مجلس شوریٰ میں آپ کو امیر المؤمنین منتخب کر کے جہاد کا قطعی فیصلہ کرلیا گیا۔

جہادی عہدیداروں کا انتخاب

جہاد کے حتمی فیصلہ کے بعد اسی مجلس میں عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں آیا چوں کہ نظم ونسق اور باضابطگی جہاد کی اہم ترین شرط ہے، حاجی صاحب امیر المؤمنین بنائے گئے، حافظ ضامن شہیدؒ صدر مجلس جنگ حضرت نانوتویؒ چیف کمانڈر اور مولانا منیر نانوتویؒ کمانڈران چیف بنائے گئے۔

والدین سے اجازت جہاد

جب اس پر اتفاق ہوگیا کہ اس وقت جہاد فرض ہے (اور آپ کو چیف کمانڈر بنادیا گیا) تو آپ اپنے مکان نانوتہ تشریف لے گئے اور اپنی والدہ صاحبہ کے پاؤں دباتے ہوئے راہِ خدا میں جان دینے کے فضائل بیان کرنے لگے اور مختصر وموثر تمہید کے بعد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ خوشی سے مجھے اجازت دیدیں تاکہ آپ کو بھی اجر ملے۔''

چنانچہ حضرت نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ بڑی سمجھ دار تھیں، فرمانے لگیں ''بیٹے تم اللہ ہی کی چیز ہو، میں خوشی سے تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں'' اور اپنے اکلوتے بیٹے کو ایمان ویقین سے لبریز ان جملوں پر رخصت کیا ''اگر تم زندہ آگئے تو میں تم سے مل لوں گی، نہیں تو آخرت میں جلد ہی ملنا ہوگا۔''

اس کے بعد اپنے والد بزرگوار شیخ اسد علی کی خدمت میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی ونرمی کے ساتھ اپنے عزم کا اظہار کیا، والد بزرگوار نے اپنی پگڑی منگوائی اور سر پر باندھا۔

بیٹا (حضرت نانوتویؒ) ابا جی! یہ کیوں باندھ رہے ہیں؟

باپ (شیخ اسد علی) ''تیرے ساتھ سر کٹانے آخر میں بھی جاؤں گا۔''

بیٹا (قاسم نانوتویؒ) ''آپ میری وجہ سے کیوں سر کٹاتے ہیں، اگر آپ کو سر کٹانا ہو تو اللہ کے لئے کٹائیے اور میرے ساتھ چلئے۔''

الحاصل اجازت دینے میں والد نے جب تأمل کیا تو مجاہد جلیل قاسم العلوم والخیرات نے ''لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق'' پر عمل کیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ''بندہ رخصت ہوتا ہے السلام علیکم۔

یہ کہتے ہوئے جہاد کی تیاریوں کے لئے نکل پڑے، پھر والد بھی راضی ہوگئے۔

جنگ کا آغاز

مشورہ ہوا کہ امیر المؤمنین فی الجہاد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھانہ بھون میں رہیں اور سریہ شاملی کی تحصیل پر اولاً حملہ کر کے فتح کرے، لوگ جوق درجوق، جماعت در جماعت شاملی کی طرف دوڑ پڑے اور تھوڑی ہی دیر میں مجاہدین بہ آسانی وہاں پہنچ گئے، وہاں ایک کچا قلعہ تھا، جس میں انگریزوں کی فوج رہتی تھی، دونوں طرف سے بندوقیں نکل آئیں، تلواروں کا وار شروع ہوگیا۔

حضرت نانوتویؒ کی شجاعت وبہادری

جب سریہ روانہ ہوا تھا تو حضرت حاجی صاحبؒ نے مولانا محمد منیر صاحب نانوتویؒ کو بوقتِ روانگی جو وصیت کی تھی اس کے الفاظ ہیں:

''مولانا (یعنی حضرت نانوتویؒ) بالکل آزاد اور جری ہیں، ہر صف میں بے محابا گھس جاتے ہیں، اس لئے آپ کسی وقت ان کا ساتھ نہ چھوڑیں۔'' خصوصاً مولانا منیر صاحب کو یہ وصیت اس لئے کی تھی کہ شدتِ محبت سے ان کو بھی بغیر مولانا نانوتویؒ کے قرار نہ آتا تھا، گویا کام ایسے آدمی کے سپرد کیا جو یہی کرنا چاہتا تھا، اس واقعہ سے حضرت کی جرأت، شجاعت اور بسالت پر روشنی پڑتی ہے۔

ایک مثالی جنگی چال

حضرت نانوتویؒ میدانِ جنگ میں لڑ رہے تھے اور بے خوفی سے انگریزی فوجوں میں گھس گھس کر گاجر اور مولی کی طرح ان کے سر قلم کر رہے تھے، میدانِ کارزار گرم تھا، آپ تھوڑی دیر بغرض آرام ایک کنارے میں بیٹھ گئے، اچانک ایک دیوہیکل، دراز قامت، لحیم وشحیم شخص موقع غنیمت پا کر قریب آیا اور آپ کو مخاطب کر کے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ ''تم نے بڑا سر ابھارا ہے، لو اب مزہ چکھو'' یہ کہتے ہوئے تلوار بلند کی اور للکار کر کہا ''یہ تیغہ تیرے لئے موت کا پیغام ہے۔'' اور تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت نے کڑک کر ڈانٹتے ہوئے کہا کہ:

''باتیں کیا بنا رہا ہے، اپنے پیچھے کی تو خبر لے۔''

اس نے سوچا کوئی حملہ آور میرے پیچھے ہے، اس نے بے اختیاری طور پر مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا، اس کا مڑنا تھا کہ حضرت نانوتویؒ نے ایسی قوت سے تلوار چلائی کہ تلوار دائیں مونڈھے کو کاٹ کر گزرتی ہوئی بائیں پیر پر آکر رکی، دیکھا گیا تو اس سپاہی کا جسم زمین پر اس طرح پڑا ہوا تھا کہ

''سر سے پیر تک دو ٹکڑا ہو کر آدھا اِدھر آدھا اُدھر گرا ہوا تھا''

بزرگان دین اور اولیاء کرام کے حالات زندگی اور ان کے واقعات پڑھنے سے ایمان ویقین میں پختگی آتی ہے، اس لئے میں نے حکایات اہل دل کے عنوان سے بزرگوں کے واقعات لکھنے کا ایک سلسلہ شروع کیا، ہمارے اکابر میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں یکتائے زمانہ تھے، آپ تاریخ اسلامی ہند کی مایہ ناز اور ناقابل فراموش شخصیت اور اپنے زمانہ کے علماء کے سرخیل جماعت دیوبند کے سربراہ اور ارباب فضل وکمال کے امام تھے، قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں حضرت نانوتویؒ کے چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

بانی دار العلوم کی شان فنائیت

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو اللہ نے ہمہ جہت فضل وکمال کی نعمت سے نوازا تھا، ایک مرتبہ ان کے عہد میں شاہجہاں پور میں چند مذاہب کے لوگ اکٹھا ہونے والے تھے جو اپنے اپنے مسلک کی حقانیت کی تبلیغ کرنے والے تھے، وہاں کے مسلمانوں نے حضرت نانوتویؒ کو دعوت دی کہ آپ تشریف لائیں اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کریں، حضرت نے دعوت قبول کرلی اور مباحثے ومناظرے سے ایک دن پہلے بذریعہ ٹرین پہونچنے کا وعدہ کیا، جس دن حضرت کو پہونچنا تھا اس دن وہاں کے لوگوں نے ان کے استقبال کی تیاریاں کیں اور اسٹیشن پہونچ گئے، ادھر حضرت نے اپنی باطنی بصیرت سے بھانپ لیا کہ لوگ استقبال کے لئے اسٹیشن پہونچ گئے ہیں اور یہ میرے لئے مناسب نہیں، اس لئے آپ منزل سے ایک اسٹیشن پہلے ہی اتر گئے اور وہاں سے پیدل منزل کی طرف چل پڑے، جب ٹرین اسٹیشن پر رکی اور سارے مسافر اتر کر چل دیئے تو حضرت کا کوئی اتا پتا نہیں چلا، لوگ بہت حیران ہوئے آخر کیا ماجرا ہے، اب شہر کے ہوٹلوں میں تلاش شروع کردی، لیکن قاسم نام کا کوئی آدمی نہیں ملا، ادھر حضرت پیدل چلتے ہوئے، شہر کی طرف روانہ ہوگئے اور ایک ہوٹل میں خورشید حسن کے نام سے ایک بک کمرہ کردیا (خورشید حسن اصلی نام تھا اور قاسم لقب تھا) لوگ تلاش کرتے ہوئے ہوٹل پہونچے تو خورشید کا نام دیکھا، پہچان لیا کہ یہ حضرت ہی ہیں، پھر ملاقات ہوئی اور بات چیت ہوئی اور کہا کہ آپ لوگ میرے استقبال کے لئے اسٹیشن پر تھے جو مجھے پسند نہیں تھا،

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

آج کے دور میں لوگ اپنے استقبال کے لئے فضا سازی کرتے ہیں اور نعروں کے گونج میں چلتے ہیں، ایسے لوگوں کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہئے۔

حضرت نانوتویؒ کا عشق رسول

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ علم وفضل کے آفتاب ومہتاب تھے، اللہ نے ان کو بے پناہ عشق رسول عطا فرمایا تھا، جب آپ حج پر گئے تو آپ کے کسی مخلص نے آپ کی خدمت میں سبز رنگ کا جوتا ہدیہ میں پیش کیا، حضرت نے وہ جوتا لے تو لیا، مگر اسی کے گھر میں رکھدیا، کسی نے بعد میں پوچھا، حضرت! فلاں صاحب نے بہت اچھا جوتا دیا تھا وہ دیدہ زیب وخوبصورت بھی بنا تھا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے جوتا لے تو لیا تھا کہ اس کی دل جوئی ہو جائے، مگر پہنا اس لئے نہیں کہ دل میں سوچا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا رنگ سبز ہے، اب میں اپنے پاؤں میں اس رنگ کا جوتا کیسے پہنوں، پھر آپ حرم شریف لے گئے، ایک آدمی نے دیکھا کہ آپ ننگے پاؤں مدینہ کی گلیوں میں چلے جا رہے ہیں اور پاؤں کے اندر سے خون بہتا جا رہا ہے، کسی نے پوچھا کہ حضرت جوتے پہن لیتے، فرمایا، ہاں! پہن تو لیتا، لیکن جب میں سوچا کہ اس دیار میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم چلا کرتے تھے، تو میرے دل کو گوارہ نہ کیا کہ قاسم اس کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلتا پھرے، سبحان اللہ! یہ تھا آپ کا سچا عشق اللہ ہمیں بھی ایسا عشق اور ایسا ادب نصیب فرمائے۔

حضرت نانوتویؒ کی اتباع سنت

ملک میں انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کی فضا گرم تھی، علماء ومشائخ گرفتار ہو رہے تھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خلاف انگریزوں نے گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا، جب حضرت کو معلوم ہوا تو کسی نامعلوم مقام پر روپوش ہوگئے اور تین دنوں کے بعد باہر نکلے، کسی نے کہا کہ حضرت انگریز آپ کو ڈھونڈ رہا ہے، ابھی باہر نکلنا مناسب نہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کیا تو مجھے غار ثور میں روپوشی کے تین دن نظر آتے ہیں، لہذا میں بھی تین دن غائب رہا، اس کے بعد باہر نکل آیا، انگریز اگر پکڑ لیں گے تو میں اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے سپرد کردوں گا، حضرت نے سنت کا اتنا لحاظ رکھا کہ اس کے بعد روپوش ہونا خلاف سنت تصور کیا، اس طرح آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت نانوتویؒ جو کچھ پڑھتے تھے عمل کرتے تھے

کسی شخص نے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے پوچھا: حضرت! دین کی جو کتابیں آپ نے پڑھیں، وہی کتابیں آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو دیا وہ کسی اور کو نہیں دیا اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت نانوتویؒ نے عجیب جواب دیا کہ میرے ساتھیوں نے قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھا کہ ہم معارف قرآن کو جان لیں اس لئے ان کو وہ حقائق ومعارف تو مل گئے مگر وہ نعمت نہ ملی جو اللہ نے مجھے عطا کی، اس نے پوچھا یہ نعمت آپ کو کیسے ملی؟ فرمانے لگے کہ میں نے جب بھی قرآن کو پڑھا، ہمیشہ اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ تیرا غلام حاضر ہے، تیرا حکم جاننا چاہتا ہے کہ جس کو یہ اپنی زندگی میں عمل میں لے آئے، معلوم ہوا کہ یہ حضرات ایک ایک پڑھتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے، ادھر ان کی سورہ مکمل ہوئی تھی اور ادھر ان کا عمل اس سورت پر مکمل ہوتا تھا۔

لطیفہ

ایک دیہاتی کا گدھا مسجد میں آگیا، مسجد کے امام صاحب نے دیکھا، غصہ کی تاب نہ لا سکے اور ڈنڈے سے پیٹنا شروع کردیا، اچانک دیہاتی سامنے کھڑا ہوگیا اور پوچھا، امام صاحب اس کو ڈنڈے سے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ دیکھا نہیں وہ مسجد میں گھس آیا، کہنے لگا، جی کیا کروں، یہ جانور ہے، اسے پتہ نہیں تھا، کبھی مجھے بھی آپ نے مسجد میں دیکھا ہے، امام صاحب نے کہا کہ تم مسجد آیا کرو، میں تمہارا استقبال کروں گا۔

Scanned with CamScanner

عید قرباں: فلسفہ اور تاریخی پس منظر

امانت اللہ

دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے سال میں کچھ ایسے دن مقرر ہیں جن میں وہ کوئی نہ کوئی تہوار مناتی ہیں، مسلمانوں کے لئے بھی سال میں دو ایسے موقعے ہیں جب سارا عالم اسلام خوشی ومسرت کا اظہار کرتا ہے اور قومی جشن سمجھ کر اسے مناتا ہے، ایک دوسرے سے قلبی مودت ومحبت کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے۔

ایک موقع عید الفطر کا ہوتا ہے جو اسلامی تہواروں میں سب سے پرمسرت اور دلکش تہوار ہے، بندہ مؤمن کو رمضان المبارک کے روزے مکمل کرنے پر یکم شوال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور انعام عطا کیا گیا ہے، دوسرا موقع اسلامی مہینوں کے آخری مہینے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو آتا ہے جسے ہم عیدالاضحیٰ کے نام سے جانتے ہیں۔

ماہ ذی الحجہ کا نام آتے ہی ہمارے ذہنوں میں بہت سے تاریخی واقعات گردش کرنے لگتے ہیں، ان واقعات میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے لخت جگر اسماعیل علیہما السلام کی قربانی کا تاریخ ساز واقعہ اپنی مثال ہے، دونوں باپ بیٹے کی یہ فقید المثال قربانی عظمت وعزیمت کا ایک ایسا نادر اور محیر العقول واقعہ ہے جس سے انسانی عقل حیرت زدہ ہوکر رہ جاتی ہے، جب بھی یہ مبارک مہینہ آتا ہے، پوری دنیا کے مسلمان حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اس یادگار قربانی سے اپنے ایمان ویقین کی دنیا کو آباد کرتے ہیں۔

ذی الحجہ کے مہینہ میں اسلام کا ایک مہتم بالشان رکن ''فریضۂ حج'' بھی ادا کیا جاتا ہے، حجاج کرام اس ماہ کی ۹؍تاریخ کو میدان عرفات میں وقوف کے ذریعہ مناسک حج کا رکن اعظم ادا کرتے ہیں، پھر دوسرے دن دسویں تاریخ کو شیطان کو کنکریاں مار کر بارگاہ الٰہی میں قربانی پیش کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تین دنوں تک جاری رہتا ہے، اسی طرح ساری دنیا کے مسلمان ۱۰؍۱۱؍۱۲؍ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے حسب استطاعت قربانی پیش کرتے ہیں۔

یہ قربانی جس کو دنیا کے تمام مسلمان ہر سال ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو کرتے ہیں، ایک بہت بڑے واقعہ کی یادگار ہے، یہ دنیا کی تاریخ کا سب سے بے نظیر اور سبق آموز واقعہ ہے، اس کی ابتدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے واقعہ سے ہوتی ہے جس میں ایک غیبی خواب کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے نور نظر کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے لے گئے تھے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قربانی کا عمل ابتدائے انسانیت سے ہی مختلف شکلوں اور طریقوں سے جاری وساری رہا ہے، تاریخ عالم اور تاریخ مذاہب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی تاریخ جتنی قدیم ہے، قربانی کی تاریخ بھی تقریباً اتنی ہی قدیم ہے، انسانی تاریخ میں سب سے پہلے قربانی آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے، قرآن کریم میں اس قربانی کا ذکر کچھ اس طرح ملتا ہے کہ: ''اور انہیں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بھی ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی''۔ (سورۃ المائدۃ) دراصل ایک نے جس کا نام ہابیل تھا، دل کی آمادگی سے اللہ کی رضا کی خاطر بہترین دنبے کی قربانی پیش کی اور دوسرے نے جس کا نام قابیل تھا، بے دلی سے ناکارہ غلے کا ایک ڈھیر پیش کردیا، ہابیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے جلا ڈالا اور اس دور میں قربانی کی مقبولیت کی علامت یہی تھی، یہ تو انسان کی پہلی قربانی تھی، لیکن ہم جو ہر عید قرباں کے موقعے پر جانوروں کی قربانی کرتے ہیں، یہ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی قربانی کی یادگار ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام جلیل القدر نبی وپیغمبر ہیں، اولاد آدم کی سب سے عظیم قربانی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کررہا ہوں، نبیوں کا خواب سچا اور من جانب اللہ ہوتا ہے، چنانچہ صبح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا: بیٹے میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس میں میں اپنے ہاتھ سے تجھے بحکم الٰہی ذبح کررہا ہوں، قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ: ''اے میرے بیٹے! میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ میں آپ کو ذبح کررہا ہوں بیٹا آپ کی کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کیا ہی خوب جواب دیا، ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے، اس پر عمل کر گزریے، آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے'' (سورۃ الصافات) چنانچہ حکم ربانی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نور چشم کو ساتھ لے کر مکہ سے مشرق کی جانب منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے، انسانیت کے ازلی دشمن شیطان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا پسند نہ آئی، وہ فوراً تعاقب میں نکل پڑا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ مقابلے پر اللہ کے خلیل جیسے استقامت کے پہاڑ ہیں، وہ اپنی تدبیروں سے باز نہ آیا، پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کے پاس ایک مہربان ہمدرد کی شکل میں نمودار ہوا اور پوچھا اسماعیل کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے والد کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں چننے گئے ہیں، شیطان نے کہا ہرگز نہیں، تم غفلت میں ہو، اسماعیل کے باپ ان کو ذبح کرنے لے گئے ہیں، حضرت ہاجرہ بولیں کہیں باپ اپنے بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے؟ شیطان نے کہا ہاں! ایسا ہی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے یہ سن کر اکلوتے بیٹے کی ماں نے جواب دیا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو ایک اسماعیل کیا سو اسماعیل بھی قربان ہیں، شیطان کا یہ حربہ جب کامیاب نہ ہوا تو اب باپ اور بیٹے کے تعاقب میں لگ گیا جو شہر مکہ سے منیٰ کی طرف جارہے تھے، اولاً ایک دوست کی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روکنا چاہا، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ شیطان مجھے ناصح بن کر اپنے عشق کے امتحان سے روکنا چاہتا ہے مگر آپ نے فوراً اس کے حربہ کو اس طرح ناکام کیا کہ سات کنکریاں ماری، ہر کنکری پر آپ تکبیر پڑھتے جاتے تھے، آپ پھر آگے روانہ ہو گئے مگر شیطان نے پھر ہمت کرکے وہی نصیحت کی، انہوں نے اللہ کے فضل وکرم سے پھر شیطان کو کنکریاں مار کر بھگا دیا، لیکن یہ شیطان تھا، بھلا اپنے ارادے سے کس طرح باز رہ سکتا تھا، اس لئے اس نے پھر ہمت کرکے تیسری بار راستہ روکنا چاہا مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس زور سے کنکریاں ماریں کہ شیطان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں، حج کے موقع پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کی ابتدا بھی اسی واقعے سے ہوتی ہے، حجاج ان ہی تین جگہوں پر کنکریاں مارتے ہیں اور اسی سنت ابراہیمی کو کنکریاں مار کر زندہ کرتے ہیں جسے 'رمی جمار' کہا جاتا ہے، غرض اس طرح شیطان کی چالوں سے بچتے بچاتے میدان میں قربانی کی جگہ پہنچ کر اللہ کے حکم کی بجا آوری شروع فرمادی جس کا ذکر قرآن میں اس طرح ملتا ہے ''پس ان دونوں نے رضا وتسلیم کو اختیار کر لیا اور پیشانی کے بل اس بیٹے کو لٹا دیا، ہم نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا، بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں''

پھر اللہ نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کردیا، دراصل حضرت اسماعیل کو ذبح کرانا یا ان کی قربانی دینا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصود تو صرف ابتلا وآزمائش اور امتحان لینا تھا، آپ اپنے امتحان میں پورے اترے بلکہ باپ بیٹا دونوں ہی اس امتحان میں پورے اترے اور اسی تعمیل حکم کے سبب مینڈھا ذبح کرنے پر بیٹے کی قربانی دینے کا ثواب مل گیا۔

یہی واقعہ ہے جس کی یادگار عید قرباں کے موقعے پر منائی جاتی ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس عمل کو اللہ نے ایسا پسند فرمایا کہ قیامت تک آپ کی یاد کو امت میں زندہ رکھنے کا حکم دے دیا اور اس کو نقل کرنے کو محبوب عبادت قرار دے کر بندوں پر لازم کردیا۔

چنانچہ ابتدائے اسلام سے آج تک پوری دنیا کے مسلمان ہر سال مقررہ دنوں میں یہ عمل کرتے ہیں، یہ عمل نہ صرف یہ کہ اسلامی واجبات میں سے ایک واجب ہے، بلکہ قربانی کو اسلام کے شعائر میں داخل کیا گیا ہے۔

حقیقت میں قربانی کا مقصد صرف گوشت کھانا اور کھلانا نہیں ہے، بلکہ یہ شریعت کا ایک حکم ہے جس کی اطاعت اور تعمیل کی جاتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد کو تازہ کرنے اور ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اس پر عمل کیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اس کو واضح طور پر بیان کیا گیا ''اللہ کے یہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، ہاں تمہارا جذبۂ اطاعت پہنچتا ہے'' یعنی جانوروں کو ذبح کرنا اصل مقصد نہیں ہے بلکہ قربانی کا اصل مقصد ہمارے جذبۂ اطاعت کا امتحان ہے کہ ہمارے اندر اپنے خالق کی فرماں برداری کا کتنا ذوق وشوق پایا جاتا ہے اور ہمارے دلوں میں کس قدر اخلاص موجود ہے۔

قربانی کا اصل مقصد

(مولانا رضوان احمد ندوی)

ہماری قربانی دراصل اسی سنت ابراہیمی کی تجدید واحیا ہے، خدائے تعالیٰ نے فرماں برداری کی اس ادا کو قیامت تک کے لئے مسلمانوں کا شعار قرار دے کر جانوروں کی قربانی واجب فرمادی، عید قرباں یا عیدالاضحیٰ کا سالانہ جشن اور اس میں غریبوں اور مسکینوں کے کھلانے اور دوستوں کی ضیافت اور خوشی کے اظہار کے لئے کسی جانور کی قربانی اسی واقعہ کی یادگار ہے، اس لئے کہ امت محمدیہ کے تمام حسنات کا رشتہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے، دنیا کی کوئی بھی نسل اور نسب نامہ اس توارث کی مثال پیش نہیں کرسکتا، اتنا صحیح اور نجیب رشتہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔

اسی مناسبت سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور تلقین کی کہ جو شخص وسعت والا ہو وہ ضرور قربانی کرے، اس لئے کہ قربانی کے دن انسانی اعمال میں کوئی عمل اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل ہے، اگر کوئی صاحب حیثیت قربانی نہ کرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' فلا یقربن مصلانا '' وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے، حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدائے تعالیٰ کے حضور پیش کرتا، مگر خدا کی رحمت دیکھئے کہ یہ گوارہ نہ ہوا۔ اس لئے یہ حکم دیا کہ تم جانوروں کو ذبح کرو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قرباں کردیا، قربانی دراصل حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کی اطاعت خداوندی کا سبق یاد دلا کر ہمیں اس لئے تیار کرتی ہے کہ صرف جانور نہیں بلکہ اگر بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کا حکم ملتا ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں اور اپنی جان، مال حتی کہ زندگی کے قیمتی اثاثہ کو بھی قربانی کے لئے حاضر کردیں گے، یہ یادگار واقعہ سبق دیتی ہے کہ انسانوں کو اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا سب کچھ قربانی کر دینا چاہئے، یہی انسانیت کی تکمیل ہے۔

ہماری قربانی حقیقت میں ابراہیمی قربانی کی نقل ہے اور اب یہ ہمارے حوصلہ وہمت کی بات ہے کہ ہم اس نقل کو اصل کے قالب میں ڈھالنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس نقل کی کامیابی کا تمام تر مدار ورشتہ عبدیت کے احساس اور آداب تقویٰ کے پاس پر ہے اور دراصل یہی چیز قربانی میں مطلوب بھی ہے جو اللہ کے یہاں شرف قبولیت کا باعث ہوتا ہے جب تک نفس کو پامال نہ کیا جائے اور جان ومال کو قربانی کے لئے پیش نہ کیا جائے۔ محبوب کی رضاء وخوشنودی تک رسائی نہیں ہوسکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ہر شہری کو اپنی پسند سے مذہب اختیار کرنے کا آئینی حق

اختر جمال عثمانی

ملک کے آئین نے دفعہ 25 کے تحت ہر شہری کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی پسند کے مذہب کو اختیار کرے، اس پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے اور یہ حق مسلمانوں کو بھی آئین کے تحت حاصل ہے بلکہ مسلمانوں پر اضافی ذمہ داری بھی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ آل عمران میں اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے "تم بہترین امت ہو جس کو انسانوں میں بھیجا گیا ہے" "تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" اس کے علاوہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ دنیا میں جتنے لوگ بھی مذہب تبدیل کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ اسلام میں ہی داخل ہوتے ہیں۔ گوگل سرچ میں religiongrowingFastest سرچ کرنے پر ہمیشہ جواب Islam ہی آتا ہے لیکن ہمارے ملک میں سیاسی ضروریات کے تحت آئینی اختیارات کو چھین لینے کی کوششوں کی تاریخ رہی ہے ۔ 1975 کی ایمرجنسی تو اس کی صرف ایک مثال ہے۔ تبدیلیِ مذہب کو لیکر موجودہ شور شرابہ انہیں کوششوں کی ایک کڑی ہے۔ حالیہ تاریخ میں تبدیلی مذہب کا ایک قابل ذکر واقعہ ہوا تھا جب کہ فروری 1981 میں تملناڈو کے ترونلویلی ضلع کے میناکشی پرم گاؤں کے تقریباً ڈیڑھ سو دلت خاندانوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حالانکہ ان کا مذہب تبدیل کرنے کا سبب اونچی ذات کے لوگوں کا ظالمانہ رویہ تھا۔ لیکن بعض ہندو تنظیموں نے اس کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی اور اس کو خلیجی ممالک سے آنے والی رقم کی لالچ میں کی گئی تبدیلی قرار دیا۔ پورے ملک میں دیواریں "دھرمانترنہیں چلے گا، پیٹرو ڈالر نہیں چلے گا" کے نعروں سے رنگ دی گئیں۔ وراٹ ہندو سمیلن کا قیام ہوا، جس نے بوٹ کلب دلی پر اپنی طاقت کا عظیم الشان مظاہرہ کیا اور کانگریس کے لیڈر ڈاکٹر کرن سنگھ تک اس میں شریک ہوئے۔ یہاں تک کہ اٹل بہاری باجپائی جیسے معتدل مزاج لیڈر نے بھی میناکشی پرم جا کر لوگوں سے دوبارہ ہندو مذہب اختیار کرنے کی اپیل کی۔ سماجیات کے ماہرین کے مطابق مذہب تبدیل کرنے کی وجہ سماج میں پھیلی نابرابری اور اونچے طبقوں کے ہاتھوں لگاتار ہونے والی بے عزتی ہے۔ جب کہ ہندو تنظیمیں اسے لالچ اور خوف کا نتیجہ قرار دیتی ہیں۔

مسلمانوں کی صدیوں کی حکمرانی کے دور میں، انگریزوں کی گڑھی ہوئی کہانیوں سے قطع نظر ہندوؤں کو نہ تو خوفزدہ ہو کر اپنا مذہب تبدیل کرنا پڑا اور نہ کسی لالچ میں آ کر انہوں نے اپنا مذہب چھوڑا۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ مغلوں کے دور میں سپہ سالار کا عہدہ اکثر راجپوتوں کے پاس رہا اور شاہی فوج کا ایک بڑا حصہ راجپوتوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ بادشاہوں نے بطور مذہب اسلام کی ترویج کے لئے کبھی کوششیں نہیں کیں۔ ہاں مسلمانوں کے حسن سلوک اور خانقاہوں اور اولیاء کرام کے اثرات میں لوگوں نے ضرور اسلام قبول کیا۔ اگر لالچ اور زور زبردستی کے قصوں میں حقیقت ہوتی تو برصغیر میں آبادی کا تناسب آج کی حالت کے برعکس ہوتا۔ آج غربت کی حالت میں جی رہے خوفزدہ مسلمان نہ تو لالچ دینے کی حیثیت میں ہیں اور نہ خوفزدہ کرنے کی۔ صاف ظاہر ہے اگر اکثریت میں کوئی خوف ہے تو بے بنیاد ہے اور سیاسی مقصد سے جان بوجھ کر پیدا کیا جا رہا ہے۔ ہاں اکثریت کو اپنے ہم مذہب لوگوں کی مذہب سے بیزاری کی وجوہات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ عزت نفس کا مجروح ہونا ہے۔ چاہے مندروں میں داخلے کا معاملہ ہو، بارات میں گھوڑے پر بیٹھنے کا یا ساتھ میں کھانے پینے کا یا محض برابر میں بیٹھ جانے کا۔ آج کے دور میں انسان کسی قسم کی تفریق کا روادار نہیں۔ جو عزت اسلام نے انسان کو ڈیڑھ ہزار سال قبل بخشی تھی، انسان آج بھی اس کے متمنی ہیں اور یہی کشش ان کو اسلام کے قریب لے جاتی ہے۔ جسے تسلیم نہ کر کے لالچ یا خوف کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ موجودہ حکمراں جماعت نے اقتدار میں آنے کے بعد سے ہی تفریقی مدعوں کو ہوا دینے کی لگاتار کوشش کی ہے۔ چاہے لو جہاد کے متعلق قانون بنانے کا معاملہ رہا ہو یا تبدیلی مذہب کے لئے آرڈیننس لاگو کرنے کا یا مسجدوں کی شہادت کے حالیہ واقعات۔ موجودہ حکمرانوں کی ترجیحات میں عوام کی فلاح و بہبود مہنگائی، علاج کی سہولیات یا تعلیم دور دور تک نظر نہیں آتیں۔ صرف متفرقانہ خطوط پر عوام کی تقسیم میں ہی اُمید کی کرن نظر آتی ہے حالانکہ بنگال میں اس طرح کی اُمید بَر نہیں آئی ہے۔ اب اتر پردیش اس قسم کی سیاست کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ کیوں کہ صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں کچھ ہی مہینے باقی ہیں۔ حالیہ پنچائت الیکشن کی نتائج نے حکمراں جماعت بی جے پی کو ہکا بکا کر دیا ہے جس میں اسے زیادہ تر نشستوں پر شکست ہوئی ہے۔ اتر پردیش سب سے اہم صوبہ ہے، یہاں کی شکست 2024 کے پارلیمانی انتخابات کی اُمیدوں پر پانی پھیر سکتی ہے۔ موجودہ حکمراں جماعت کی حکمت عملی ہندوؤں کو خوفزدہ کر کے ووٹ پولیرائز کرنے کی رہی ہے۔ تبدیلی مذہب کا مدعا اسی لئے زور شور سے اٹھایا جا رہا ہے۔ تبدیلی مذہب کو لیکر موجودہ ہنگامہ آرائی حکمراں جماعت کی اسی حکمت عملی کا حصہ معلوم ہوتی ہے جو اس نے مہنگائی اور کرونا کی وباء میں عوام کے مصائب پر بے حسی سے توجہ ہٹانے کے لئے وضع کی ہے۔ حال ہی میں دو اسلامی اسکالروں ڈاکٹر محمد عمر گوتم اور مولانا جہانگیر قاسمی کو اتر پردیش اے ٹی ایس نے گرفتار کیا ہے۔ ان پر ایک ہزار لوگوں کی تبدیلی مذہب کا الزام لگایا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر گوتم کو اس ریکیٹ کا سرغنہ بتایا گیا ہے۔ انہوں نے تقریباً پینتیس سال قبل نوجوانی میں اسلام قبول کیا تھا اور وہ بھی کسی خوف یا لالچ کے بغیر اپنے مسلم دوستوں کی خدمت اور حسن اخلاق اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر۔ ان کا اصل نام شیام پرساد سنگھ گوتم تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے خود کو اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ انہوں نے دہلی میں ایک مرکز 'اسلامی دعویٰ سینٹر' کے نام سے قائم کیا، جہاں ایسے لوگوں کی قانونی مدد کی جاتی تھی جو اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا چاہتے تھے۔ ایسے لوگ سارے قانونی تقاضے پورے ہونے پر اسلام قبول کرتے تھے اور اس کا ان کو ملک کے دستور کے تحت حق حاصل ہے۔ لیکن حسب دستور گودی میڈیا کی اچھل کود دیکھنے کے لائق بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ اسلام یا مسلمان سے متعلق کسی بھی موضوع پر ہوتا ہے۔ انھیں بدنام کرنے میں گودی میڈیا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا ہے۔ ان پر غیر ملکی ایجنسیوں سے پیسہ لیکر تبدیلی مذہب میں استعمال کرنے کا الزام بھی لگایا گیا ہے اور اس سلسلے میں ای ڈی نے دہلی میں ایک کیس بھی درج کیا ہے۔ تبدیلی مذہب قانون کے مطابق لالچ دیکر، خوف زدہ کر کے یا دھوکا دیکر مذہب تبدیل کرانا جرم ہے لیکن ان لوگوں کے متعلق ابھی تک کسی نے اس قسم کی کوئی شکایت نہیں کی ہے۔ تبدیلی مذہب قانون ہونے کے باوجود ان پر قومی سلامتی ایکٹ، گینگسٹر ایکٹ کی دفعات لگائی گئی ہیں بلکہ ان کی جائیداد ضبط کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ ان دونوں اسلامی شخصیات پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں اس کا فیصلہ تو عدالت کرے گی ہی۔ لیکن میڈیا کے ذریعہ ان کی جو کردار کشی کی جا رہی ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

آن لائن تعلیم اور اس کے اثرات

عدیلہ شیخ

آن لائن تعلیم ایک ایسا ذریعہ تعلیم ہے جس کے ذریعہ اساتذہ اسکول اور گھر میں ہی بیٹھے انٹرنیٹ کے ذریعہ ملک یا صوبے کے کسی بھی کونے سے بچوں کو تعلیم دے سکتے ہیں، اس میں اساتذہ اور طلبا اپنی سہولت کے مطابق وقت کا انتخاب کر کے آن لائن رابطہ قائم کرتے ہیں، اساتذہ آسانی سے واٹس ایپ، اسکائپ اور زوم ویڈیو کالنگ کے ذریعہ بچوں کو پڑھاتے ہیں، آج ہم کووڈ ۱۹ کے تحت بہت ہی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں معاشی اور معاشرتی نظام تباہ ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمارا تعلیمی نظام بھی شدید متاثر ہوا۔

اب پہلے تعلیم و تدریس لگ بھگ آن لائن ہو گئی ہے جہاں ہمیں پہلے یہ سننا پڑتا تھا کہ 'موبائل سے دور رہو' اب یہ سننا پڑتا ہے کہ 'یہ موبائل لو اور جا کر پڑھائی کرو' والدین بھی اپنے بچوں کو موبائل دینے کے لئے مجبور و بے بس ہیں، آن لائن فاصلاتی تعلیم نے لاک ڈاؤن میں جاری پریشانی کو کم کر دیا ہے، اب اسکول کی ہدایت کے مطابق اساتذہ بچوں کو گھر سے آن لائن پڑھا رہے ہیں تا کہ تعلیم میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو، آن لائن تعلیم ایک مختلف قسم کا نظام ہے جس میں اساتذہ مختلف قسم کے آلات کا استعمال کر کے تعلیم کو آسان بناتے ہیں، اساتذہ سے مستقل رابطہ ہونے سے طلبہ کو زیادہ دقتیں نہیں آتیں اور موصلات کی پیش رفت سے طلبہ کو فائدہ ہوتا ہے، آن لائن وسائل کے ذریعہ آن لائن اسباق پڑھانا دلچسپ ہو گیا ہے۔

ان تمام چیزوں کے باوجود آن لائن کلاسز کے نظام کو پوری طرح چست و درست نہیں کہا جا سکتا، آن لائن نظام میں کئی طرح کی دشواریاں ہیں، مثلاً اچھے نیٹ ورک نہ ہونا، کیونکہ لازمی آن لائن ٹیوشن میں اچھے نیٹ ورک کی ضرورت ہوتی ہے، جہاں نیٹ ورک نہیں ہے وہاں آن لائن تعلیم کا حصول مشکل ہے، لوگوں کو خاص طور پر دیہی علاقوں میں تیز رفتار انٹرنیٹ تک رسائی حاصل نہیں ہے، لہٰذا وہاں اب بھی آن لائن تعلیم دستیاب نہیں ہے۔

تعلیم کے لئے خاطر خواہ منصوبہ بندی کا فقدان:

جب پہلے بچے نجی ٹیوٹر کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے تھے تو ایک مطالعہ کی فہرست کے مطابق، بچہ مقررہ مدت کے لئے کتابوں کے ساتھ بیٹھتا تھا، یہ ایک دیرینہ روایت ہے، آن لائن تعلیم کے تحت ایسی کوئی خصوصی تعلیمی فہرست تیار نہیں کی گئی ہے، بچے اسکول میں ہر ممکن حد تک نظم و ضبط کا مظاہرہ کر سکتے ہیں، لیکن آن لائن کلاسوں میں نظم و ضبط کی کمیوں کو دور کرنا مشکل ہے۔

مسابقتی ماحول کی کمی:

مسابقتی ماحول کی کمی کی وجہ سے آن لائن تعلیم میں طلبا کے درمیان یہ کیفیت دکھائی نہیں دیتی، اگر کوئی طالب علم اپنے ساتھی طلبہ کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس سے مزید مطالعے میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے، ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جب طلبا کسی گروپ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو زیادہ محتاط رہتے ہیں، بچے اپنی صلاحیت کو ثابت کرنے کے لئے سخت محنت کرتے ہیں اور مسابقتی ماحول ہوتا ہے، آن لائن تعلیم میں یہ ماحول نہیں پایا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام طور پر ایک ٹیچر آپ کو کلاس روم میں براہ راست سمجھ سکتا ہے، آپ اپنی تقریر اور کلاس میں اپنے ردعمل کو دیکھ کر اس موضوع کے سمجھنے کے کتنے قابل ہیں، آپ کی باڈی لینگویج پڑھ سکتی ہے، دوسری طرف، آن لائن تعلیم براہ راست آمنے سامنے بات کا موقع فراہم نہیں کرتی ہے۔

عملی تجربہ کی کمی:

عملی تجربہ کو تعلیم کے نقطہ نظر سے اہم سمجھا جاتا ہے، آن لائن تعلیم میں زیادہ تر عملی تجربہ نہیں ہوتا ہے، متحرک ویڈیوز اور پریکٹس ویڈیوز آن لائن تعلیم میں استعمال ہوتے ہیں، اسکول میں، اساتذہ طلبا کو مادی اشیا استعمالی کرنے کی تعلیم دیتے ہیں، اس علمی رابطے سے اس کی کمی نظر آتی ہے۔

خود کو پہچاننے کی کمی:

اسکولوں میں، امتحانات اور ہوم ورک وغیرہ میں بچوں کی قابلیت جاننے کے لئے دیا جاتا ہے، تا کہ ٹیچر کو پتہ چل سکے کہ بچے کہاں پیچھے رہ گئے اور وہ کتنا جان سکتے ہیں، اس سے بچے بھی آپ کا خوب امتحان لے سکتے ہیں، آن لائن تعلیم میں خود تشخیص کا فقدان ہے، آن لائن تعلیم میں اپنے آپ کو جاننے کا موقع کم ہوتا ہے، آن لائن تعلیم میں بچے اس کتاب کو پڑھتے ہیں جبکہ اسکولوں میں طلبا کو طرح طرح کی کتابوں سے روشناس کیا جاتا ہے۔

نظم و ضبط کی کمی:

اسکول میں طلبا ہمیشہ نظم و ضبط کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے کلاس ورک اور ہوم ورک کو ایک مقررہ وقت پر مکمل کرتے ہیں، لیکن آن لائن تعلیم میں طے شدہ نظم و ضبط کی پیروی نہیں کی جاتی ہے، نتیجہ یہ کہ آن لائن تعلیم میں ہر قسم کے پہلو ہیں، لیکن یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ آن لائن تعلیم نے لاک ڈاؤن میں بچوں، اساتذہ اور تعلیمی تنظیموں کی مدد کی ہے اور تعلیم کے تبادلے کو روکا نہیں ہے، ٹکنالوجی نے اتنی ترقی کی ہے کہ ہم گھر سے اور دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھ کر انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

محمد عادل فریدی

اخبار جہاں

پیرس میں ہوائی اڈے کے سیکڑوں ملازمین کا تنخواہوں میں تخفیف کے خلاف احتجاج

ہوائی اڈے کے سینکڑوں کارکنان جمعہ کوفرانس کے دارالحکومت پیرس میں چارلس ڈی گال (سی ڈی جی) اور اورلی ہوائی اڈوں کے داخلی دروازے پر تنخواہوں میں کٹوتی کے خلاف احتجاج کے لیے جمع ہوئے۔ائرپورٹ اتھارٹی نے اپنے ٹویٹ میں کہا کہ ''سی ڈی جی اوراورلی میں عملے کا مظاہرہ جاری ہے۔(یواین آئی)

ایس سی او-افغانستان کے درمیان ۱۴ر جولائی کو دوشانبے میں ہوگی میٹنگ

افغانستان سے غیر ملکی فوجیوں کی واپسی کے درمیان پیدا شدہ صورتحال پر مذاکرے کے لیے افغانستان اور شنگھائی کوآپریشن آرگنائزیشن (ایس سی او) کے وزرائے خارجہ کے درمیان اگلے بدھ کوتاجکستان کے دارالحکومت دوشانبے میں ایک میٹنگ ہوگی۔روسی وزارت خارجہ کے ترجمان ماریا زخاروا نے صحافیوں کو بتایا کہ ایس سی او-افغانستان رابطہ گروہ کی ایک میٹنگ ۱۴ر جولائی کو ہوگی۔روسی وزیرخارجہ سرگیئی لاورف اس میں حصہ لیں گے۔(یواین آئی)

سعودی عرب امریکہ میں ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارم لانچ کرے گا

سعودی عرب اپنے حق میں عوامی رائے ہموار کرنے کے لئے امریکی قانون سازوں اور وائٹ ہاؤس کونشانہ میں رکھ کر امریکہ کے واشنگٹن میں ایک ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارم لانچ کرے گا۔سی این بی سی نے امریکی محکمہ انصاف کے سامنے دائرلابنگ انکشافات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارم کوسعودی عرب کی ایک ٹیکنالوجی کی ترقی اور سرمایہ کاری کمپنی کی طرف سے مالی تعاون فراہم کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

تباہ حال غزہ کی تعمیر نو پر ساڑھے اڑتالیس کروڑ ڈالر خرچ ہوں گے۔عالمی بینک

غزہ میں اسرائیل کی حالیہ بمباری سے تباہ شدہ عمارتوں اورشہری ڈھانچے کی تعمیر نو پر ساڑھے اڑتالیس کروڑ ڈالرلاگت آئے گی، یہ تخمینہ عالمی بنک نے لگایا ہے۔عرب میڈیا کے مطابق عالمی بنک نے جمعرات کوجاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ ''عمارتوں اورانفرااسٹرکچر کوپہنچنے والے نقصان کا تخمینہ ۳۸ر کروڑ ڈالر ہے۔(یواین آئی)

ہر منٹ گیارہ افراد بھوک سے مرتے ہیں: تحقیقی رپورٹ

غربت کے خلاف سرگرم عمل تنظیم ''آکسفیم'' نے انکشاف کیا ہے کہ دنیا بھر میں بھوک سے ہر ایک منٹ میں گیارہ افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں، جب کہ عالمی سطح پر قحط جیسے حالات کا سامنا کرنے والوں کی تعداد میں گزشتہ برس کے مقابلے میں ۶ر گنا اضافہ ہوا ہے۔عالمی خبررساں ادارے کے مطابق آکسفیم نے اپنی سالانہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ دنیا بھر میں ۱۵ر کروڑ ۵۰ر لاکھ افراد غذائی عدم تحفظ کی بحران کی سطح پر زندگی بسر کررہے ہیں جو پچھلے سال کے مقابلے میں ۲۰ر ملین زیادہ ہے۔آکسفیم امریکا کے صدر اور چیف ایگزیکٹوآفیسر آبی میکس مین نے کہا کہ قحط سالی کورونا وبا سے زیادہ ہلاکت خیز ہے۔غذائی قلت سے ہلاک ہونے والے ہر ایک شخص کو ناقابل بیان مصائب سے گزرنا پڑتا ہے۔تحقیقی رپورٹ ''دی ہنگر وائرس ملٹی پلائیز'' میں اس جانب بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ غذائی قلت کے شکار ممالک میں سے دوتہائی کوقحط سالی کا سامنا ملک میں موجود فوجی تنازعوں یا اقتدار کی کشمکش کی وجہ سے کرنا پڑا ہے جن میں ایتھوپیا، مڈغاسکر، جنوبی سوڈان اور یمن شامل ہیں۔رپورٹ میں افغانستان، وینزویلا اور یمن میں اقتدار کی کشمکش کے دوران بالخصوص بچوں کی غذائی قلت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عالمی برادری سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے کے حق کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

بنگلہ دیش کی فیکٹری میں خوفناک آتشزدگی،۵۲ر مزدور ہلاک

بنگلہ دیش میں فوڈ پروسیسنگ فیکٹری میں اچانک آگ بھڑک اُٹھی جس کے نتیجے میں ۵۲ر مزدور بری طرح جھلس کر ہلاک اور ۳۰ر سے زائد زخمی ہوگئے۔عالمی خبررساں ادارے کے مطابق بنگلہ دیش کے دارالحکومت میں واقع فوڈ پروسیسنگ فیکٹری میں آتشزدگی کے باعث ایک سو سے زائد مزدور اندر پھنس گئے اور کئی مزدوروں نے تیسری منزل سے چھلانگیں لگادیں۔تاحال فیکٹری میں آگ لگنے کی وجہ کا تعین نہیں کیا جاسکا ہے تاہم آتشزدگی کی تحقیقات کے لیے صوبائی حکومت نے انکوائری کمیٹی تشکیل دیدی گئی ہے۔(نیوز ایکسپریس)

افغان حکومت اور طالبان کے درمیان پرامن سیاسی حل پر اتفاق

ایران میں افغان حکومت اور طالبان کے درمیان اہم مذاکرات ہوئے جس میں افغانستان میں پرامن سیاسی حل اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔ان مذاکرات کی قیادت ایرانی وزیرخارجہ جوادظریف نے کی۔ایرانی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا کہ مذاکرات میں افغان حکومت اور طالبان کے وفد نے شرکت کی،فریقین نے افغانستان کے مسائل سے متعلق کھل کر بات کی اور ایک مشترکہ بیان بھی جاری کیا گیا۔افغان حکومت اور طالبان نے مشترکہ بیان میں کہا کہ تہران کی جانب سے مذاکرات کا انعقاد افغانستان میں سیاسی حل کومستحکم کرنے کا بہترین موقع ہے۔مذاکرات میں اس بات پر بھی آمادگی ظاہر کی گئی کہ جنگ افغانستان کے مسائل کا حل نہیں،لہذا تمام تر کوششیں ایک پرامن سیاسی حل کے لیے کی جانی چاہیے۔''افغان حکومت اور طالبان نے پرامن سیاسی حل اور اسلامی ریاست کے قیام کے لیے مذاکرات کے اس سلسلے کو جاری رکھنے پر بھی رضامندی ظاہر کی تاہم مذاکرات کے لیے اگلی تاریخ اور مقام کا تعین نہیں ہوسکا۔مشترکہ بیان میں دونوں جانب سے افغانستان کے عوام کی املاک،مساجد اور اسپتالوں سمیت تمام عوامی اداروں پر حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اوران حملوں میں ملوث افراد کے خلاف سزا پر بھی اتفاق کیا گیا۔(نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

امارت شرعیہ اپنے قائم کردہ اسکولوں کو معیاری تعلیم وتربیت کا مرکز بنانے کے لیے پرعزم: نائب امیر شریعت

مورخہ ۸ر جولائی ۲۰۲۱ء کو امارت شرعیہ کے ذریعہ قائم کردہ اسکولوں کے جائزہ کے لیے ایک میٹنگ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب کی صدارت میں امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی،اس میٹنگ میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی،مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی،مولانا سہیل احمد ندوی ومولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائبین نظماء امارت شرعیہ،مولانا محمد ابوالکلام شمسی معاون ناظم ونگراں امارت پبلک اسکول گریڈیہہ و رانچی ومولانا محمد عادل فریدی شریک ہوئے۔میٹنگ میں مختلف اسکولوں کی رپورٹ پیش کی گئی،اور بتایا گیا کہ سبھی جگہ آن لائن تعلیم کا نظم ہورہا ہے۔نائب امیر شریعت مدظلہ نے رپورٹ پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تعلیمی سیکشن کو مضبوط رکھنا اوراس کی نگرانی کرنا بنیادی چیز ہے اس پر خاص توجہ دینی چاہئے،انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کے ذریعہ قائم کردہ سبھی اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں کو معیاری تعلیم وتربیت کا مرکز بنانا ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے اور امارت شرعیہ اس کے لیے پرعزم ہے۔انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ جہاں جہاں تعمیری ضرورت ہے، یا انفرا اسٹرکچر کی کمی ہے اسکو جلد از جلد پورا کیا جائے گا۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ ہی دینی وعصری تعلیم کے فروغ کو اپنے بنیادی مقاصد کا حصہ بنایا ہے،امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نوراللہ مرقدہ کا منصوبہ تھا کہ ہر ضلع میں سی بی ایس ای طرز کا معیاری اسکول قائم کیا جائے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں رانچی اور گریڈیہہ میں امارت پبلک اسکول کے نام سے دو اسکول قائم کیے اور رانچی کے ارباء میں ہی اپنے ہاتھوں سے امارت انٹرنیشنل اسکول کی بنیاد ڈالی۔حضرت امیر شریعت سابعؒ کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنا اوران کے ادھورے منصوبوں کو پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے،اور امارت شرعیہ اس کے لیے پرعزم ہے۔

واضح ہو کہ اس وقت امارت شرعیہ کے زیر انتظام چھ اسکول چل رہے ہیں،جس میں تین اسکولوں میں بہار بورڈ کے نصاب کے مطابق تعلیم ہوتی ہے، دو اسکولوں میں سی بی ایس ای بورڈ کا نصاب تعلیم زیر عمل ہے، جبکہ ایک اسکول بنگال بورڈ کے نصاب کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔امارت شرعیہ کے اسکولوں کی خاص بات یہ ہے کہ معیاری تعلیم کے ساتھ یہاں تربیت پر خاص زور دیا جاتا ہے اور بنیادی دینی تعلیم اور اردو نصاب کا لازمی حصہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہاں مخلوط تعلیم نہیں ہے، بلکہ تین اسکول خالص لڑکیوں کے ہیں، جب کہ تین اسکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علاحدہ علاحدہ سیکشن ہیں۔

اردو میڈیم سے بی ایڈ،ایم بی اے،بی ٹیک اور پالی ٹیکنیک کا سنہرا موقع

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے اردو میڈیم میں بی ایڈ،ایم بی اے،بی ٹیک اور پالی ٹیکنیک جیسے پیشہ ورانہ کورسز کے علاوہ مختلف مضامین میں پی ایچ ڈی میں انٹرنس کی بنیاد پر داخلے دیئے جارہے ہیں۔ان میں آن لائن فارم بھرنے کرنے کی آخری تاریخ 12 جولائی 2021ء ہے۔یونیورسٹی کے بی ایڈ،ایم بی اے،بی ٹیک اور پالی ٹیکنیک کامیاب طلبہ کو بڑے پیمانے پر سرکاری نوکریاں حاصل ہوئی ہیں۔حیدرآباد پالی ٹیکنیک میں سیول انجینئرنگ،کمپیوٹر سائنس انجینئرنگ،الیکٹرانکس اینڈ کمیونی کیشن انجینئرنگ اور انفارمیشن ٹکنالوجی انجینئرنگ کے ڈپلومہ پروگرامس دستیاب ہیں۔تمام درخواست گزاروں کے لیے لازمی ہے کہ وہ کم ازکم دسویں/ بارہویں/ گریجویشن میں اردو میڈیم سے تعلیم حاصل کرچکے ہوں یا بحیثیت زبان/مضمون اردو کامیاب ہوں یا یونیورسٹی کے منظورکردہ مماثل مدرسہ کورسز کامیاب ہوں۔تمام پروگراموں میں داخلے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کیمپس میں بھی دستیاب ہیں۔درخواستیں یونیورسٹی ویب سائٹ manuu.edu.in پر صرف آن لائن ہی قبول کی جائیں گی۔تفصیلات کے لیے admissionsregular@manuu.edu.in پر ای میل کریں۔

وزیر اعلیٰ اقلیتی روزگار منصوبہ کے قرض داروں کے سود کو حکومت معاف کرے گی: زماں خان

حکومت بہار ریاست کے اقلیتوں کے فلاح وبہبود کیلئے پرعزم ہے۔ان کی معاشی،تعلیمی،سماجی حالت بہتر بنانے کیلئے ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا ہے۔جس کا نفاذ ہونا ہے۔اقلیتوں کو حکومت روزگار کیلئے وزیر اعلی اقلیتی روزگار منصوبہ کے تحت 10 لاکھ روپئے تک کا قرض سبسڈی کے ساتھ فراہم کرے گی۔لاک ڈاؤن کے سبب مقروض افراد کے قرضوں کے سود کو حکومت معاف کرے گی۔

ان خیالات کا اظہار ریاستی وزیر اقلیتی فلاح وبہبود زماں خان نیا یک خصوصی ملاقات کے دوران کیا۔زماں خان نے کہا کہ حکومت قرض حاصل کرنے والوں کے روزگار میں ہوئے خسارے کو دیکھتے ہوئے ان کے سود کو معاف کرے گی،اس سلسلے کا اشتہار جلد شائع ہوگا۔(ایجنسی)

جے ای ای مین کے تیسرے اور چوتھے مرحلہ کے امتحانات کی تاریخوں کا اعلان

جے ای ای مین امتحان کے تیسرے مرحلہ کے امتحان ۲۰ر سے ۲۵ر جولائی اور چوتھے مرحلے کے امتحان ۲۷ر جولائی سے ۲ر اگست تک منعقد کئے جائیں گے۔جے ای ای مین کے تیسرے اور چوتھے مرحلے اپریل اور مئی میں ہونے تھے لیکن امتحانات کورونا وبا کی وجہ سے ملتوی کرنے پڑے تھے۔

وزارت تعلیم کی طرف سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ جو طلبہ کسی وجہ سے تیسرے مرحلے کے لئے درخواست نہیں دے سکتے تھے وہ ۸ر جولائی کی رات ۱۱ر بجکر ۳۰ر منٹ تک درخواست دے سکیں گے۔اس کے علاوہ چوتھے مرحلے کے لئے ۹ر جولائی سے ۱۲ر جولائی تک درخواست دے سکتے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پچھلی بار جتنے امتحان کے مراکز تھے اب ان کی تعداد کو دوگنا کردیا گیا ہے تاکہ معاشرتی دوری کو برقرار رکھا جاسکے۔

واضح رہے کہ نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) نے اس سال جے ای ای مین کو چار مراحل میں کرانے کا اعلان کیا تھا جن میں سے دو مراحل فروری اور مارچ میں مکمل ہوچکے ہیں۔(ایجنسی)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کی صدسالہ خدمات بزرگوں کے اخلاص پر مبنی رہی: نائب امیر شریعت

امارت شرعیہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر اس کی صدسالہ خدمات پر عوام الناس کو متعارف کرانے کے لئے تنظیم ائمہ مساجد سہرسہ کے زیر اہتمام سمری بختیار پور سب ڈویژن کے رانی باغ کی جامع مسجد میں امارت شرعیہ کا صدسالہ پیغام ملت اسلامیہ کے عنوان سے ایک باوقار تقریب کا انعقاد کیا گیا، تقریب کا آغاز قاری برکت اللہ کی تلاوت کلام پاک سے عمل میں آیا، بعد ازاں امارت شرعیہ کی صدسالہ زریں خدمات کے اعتراف میں تقریب کے روح رواں نائب امیر شریعت مولانا شمشاد رحمانی کی خدمت میں امارت شرعیہ صدسالہ ایوارڈ پیش کیا گیا، واضح رہے کہ امارت کے سو سال پورے ہونے پر یہ صدسالہ تقریب کا انعقاد اہل سہرسہ نے کیا، تقریب کو خطاب کرتے ہوئے نائب امیر شریعت مولانا شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ ایک الہامی ادارہ ہے، جس کے قیام کے مقاصد میں اعلائے کلمۃ اللہ مسلمانان ہند کے ایمان وعقائد، ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے ساتھ مسلم بچے بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے دینی وعصری اداروں کا قیام اور مسلمانوں کو سیاسی اعتبار سے پروان چڑھانا شامل ہے، ان مقاصد کی تکمیل کے لئے بانی امارت شرعیہ محسن ملت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ سے لے کر مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ تک کے اس صدسالہ دور میں امارت نے جو نمایاں خدمات انجام دی وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، محترم نائب امیر نے کہا کہ اس سو سالہ دور میں امارت شرعیہ اپنے مقصد سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹی، بلکہ روز بروز اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کی روز افزوں یہ ترقی اور اس کی ملک گیر یہ شہرت امارت کے بزرگوں کے اخلاص کا نتیجہ ہے، وہ بزرگ دن میں کام کیا کرتے اور رات میں اس کام کی وسعت، برکت اور دوام کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائیں کیا کرتے، نائب امیر شریعت صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ سمری بختیار پور میں دار القضاء کی عمارت کی تعمیر ضروری ہے، اہل ثروت اس پر خصوصی توجہ دیں۔ امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا انظار عالم قاسمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ بانی امارت شرعیہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ ہندوستان میں نصب امیر کو مسلمانوں کا ملی فریضہ تصور کرتے تھے، اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے سب سے پہلے انجمن علمائے بہار قائم کی پھر اس کے بعد جمعیۃ علمائے ہند کا قیام عمل میں لایا اور اس کے بعد امارت شرعیہ کی بنیاد ڈالی، آگے چل کر ان اداروں سے بے شمار اداروں کا وجود ہوا، اس لئے اگر کہا جائے کہ ہندوستان کے اکثر ادارے کے بانی مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ ہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ امارت شرعیہ کے امرائے شریعت، نظماء، اور امارت کے دیگر ذمہ داران نے امارت کے اس صدسالہ دور میں مسلمانان ہند کے حقوق، ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ، تبلیغ دین، اور مسلمانوں کو فتنہ ارتداد اور قادیانیت سے بچانے کے لئے جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا سنہرا باب ہیں، بالخصوص بانی امارت شرعیہ ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی سیاسی قوت کو پروان چڑھانے اور انہیں فتنہ ارتداد اور ان کے عقیدے کے تحفظ کے لئے جو نمایاں خدمات انجام دی اسے تاریخ فراموش نہیں کرسکتی۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی نے اپنے بیان میں کہا کہ امارت شرعیہ کسی انجمن یا کمیٹی کا نام نہیں ہے، امارت شرعیہ اس ملک میں اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کی تکمیل کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اخیر میں حضرت نائب امیر شریعت دامت برکاتہم کی دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دینی مکاتب کے قیام کی تحریک جاری رہے گی: امارت شرعیہ

یکم تا ۲۵/اگست امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ریاست بہار کے تمام اضلاع کے دورہ کا فیصلہ اور اہم امور پر غور وخوض

امیر شریعت سابع مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانیؒ کے ذریعہ دینی مکاتب کے قیام کی تحریک کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کی غرض سے حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی کے زیر صدارت امارت شرعیہ میں ایک میٹنگ منعقد ہوئی، اس تحریک کے اغراض ومقاصد کو بیان کرتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت نے فرمایا کہ مسلمانوں نے ہر دور میں اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا نظم مکاتب ومدارس کے ذریعہ کیا ہے مگر دور حاضر میں مکتبی تعلیم کا نظام نہایت کمزور ہو چکا ہے ان کے مختلف اسباب میں سے بنیادی سبب یہ ہے کہ خود والدین نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا، ایسے وقت میں اگلی نسل کا کیا ہوگا مخدوم ومربی حضرت امیر شریعت سابعؒ ہمیشہ بچوں کی بنیادی دینی تعلیم کے لئے نہایت فکرمند رہتے اور اس بات پر زور دیتے کہ بچوں کا ایمان وعقیدہ درست ہو، انہیں کلمہ نماز اور دین کی بنیادی باتوں کا علم ہو اور موجودہ وقت میں اس کی ضرورت واہمیت اور اس کے وسیع تیار شدہ لائحہ عمل کو حاضرین کے سامنے تفصیل کے ساتھ پیش کیا، شرکاء مجلس سے اس کے تمام نکات پر آراء بھی طلب کئے۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنی تمہیدی گفتگو میں فرمایا کہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے اپنے آخری ایام میں ملک کی بدلتی صورت حال اور مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی بے دینی کے پیش نظر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی جانب سے تعلیمی تحریک شروع کی تھی جس کے تحت ماہ فروری ۲۰۲۱ء کے پہلے ہفتہ میں ''برائے ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' کے عنوان سے ریاست بہار کے تمام ضلع ہیڈ کوارٹر میں پوری منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کے ساتھ خدام امارت شرعیہ نے تعلیمی مشاورتی اجلاس کا انعقاد کیا، جس کے تین بنیادی عنوان تھے، بنیادی دینی تعلیم کی فکر، معیاری عصری تعلیمی اداروں کا قیام اور تحفظ اردو، اس نمائندہ مشاورتی اجلاس میں ضلع بھر سے متحرک علماء کرام اور سرگرم کار دانشوران نے شرکت کی تھی، اسلامی تعلیمات اور دینی ثقافت پر ہو رہے حملوں کے سدباب اور نئی نسل کے دین وایمان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے ضلعی سطح پر اس اجلاس کے آخر میں حسب ہدایت تعلیمی مشاورتی کمیٹی تشکیل دے دی گئی تھی، اور دو مرحلوں میں یہ کام ریاست بہار وجھارکھنڈ کے تمام اضلاع میں بحسن وخوبی مکمل کر لیا گیا تھا، جس کے بہت دوررس اور مثبت اثرات مسلم سماج پر مرتب ہوئے، اس کے نتیجہ میں عوام وخواص میں تعلیمی بیداری پیدا ہوئی، اور لوگوں کی جانب سے امارت شرعیہ کو اس تحریکی اقدام پر خراج تحسین بھی پیش کیا گیا، جس کے ایک ماہ بعد حضرت امیر شریعت سابعؒ نے اس تحریک کے کاموں کو آگے بڑھانے اور زمینی سطح پر اسے اتارنے کے لئے اپنے آخری ایام میں دوبارہ امارت شرعیہ کے کارواں کو ریاست بہار کے مختلف اضلاع میں روانہ کیا، اسی دوران سرمایہ ملت کا وہ عظیم نگہبان جس کی فکر سے یہ عظیم تحریک شروع ہوئی تھی ملت اسلامیہ کو روتا بلکتا چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ حضرت کی یہ آخری تحریک تھی جس میں ہر مسلم آبادی میں بنیادی دینی تعلیم کے لئے مکتب کے قیام کو پہلا درجہ دیا گیا تھا، اب حضرت ہمارے درمیان نہیں رہے ہم تمام پر فرض ہے کہ اس تحریک کو اسی تیزی اور فکرمندی کے ساتھ جاری رکھا جائے اور آئندہ کے لئے جو خطوط طے ہیں مزید مشورہ سے اس کو روبہ عمل لایا جائے، بلاک سطح پر جہاں کمیٹیاں تشکیل نہیں دی گئی ہیں انہیں مکمل کر لیا جائے، انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب دامت برکاتہم جو الحمد للہ ہمارے درمیان نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی حیثیت سے موجود ہیں، جو حضرت علیہ الرحمہ کے کاموں کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں، ان کی ہدایت پر آج کی یہ نشست رکھی گئی ہے، جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ اور مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے تعلیمی کمیٹی کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اپنی اپنی عملی پیش رفت حاضرین کے سامنے پیش کی۔ پھر آئندہ کے کاموں پر غور وخوض کیا گیا، اور حضرت نائب امیر شریعت کی ہدایت پر یہ فیصلہ لیا گیا کہ یکم اگست تا ۲۵/اگست ۲۰۲۱ء ریاست بہار کے تمام اضلاع میں مشاورتی تعلیمی کمیٹی کا جائزہ لینے اور بلاک سطح پر کمیٹی تشکیل دینے کے لئے ذمہ داران امارت شرعیہ دورہ کریں گے۔ مرکزی تعلیمی کمیٹی جس کا خاکہ بنا کر ایک ہفتہ کے اندر حضرت نائب امیر شریعت کی خدمت میں پیش کریں گے، میٹنگ میں اظہار خیال کرنے والوں میں نمایاں طور پر درج ذیل حضرات تھے۔ جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، جناب محمد مفتی سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، معاون ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا احمد حسین قاسمی، جناب مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا محمد نصیر الدین مظاہری آفس سکریٹری دفتر نظامت امارت شرعیہ، مجلس کا آغاز جناب مولانا قمر انیس قاسمی کی تلاوت سے ہوا اور صدر مجلس حضرت مولانا شمشاد رحمانی قاسمی دعاء پر اختتام ہوا۔

تنظیم امارت شرعیہ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے مقامی کمیٹیوں کے ذمہ داران سرگرم عمل ہوں: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی زیر صدارت تنظیم امارت شرعیہ کے مقاصد کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک میٹنگ مورخہ ۷/جولائی ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوئی، حضرت نائب امیر شریعت نے تنظیم کے کاموں پر اظہار اطمینان فرمایا اور آئندہ اسے مزید فعال بنانے کی ہدایت دی۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ تنظیم امارت شرعیہ جو اس ادارہ کی اساس و بنیاد اور اولین محرکات میں شامل ہے، جس کا بنیادی مقصد تینوں ریاستوں کے تمام مسلمانوں کو ایک امیر شریعت کے ماتحت ہو کر اجتماعی زندگی گذارنے کی تلقین کرنا ہے، تنظیم امارت شرعیہ کے تحت تقریباً سترہ ہزار آبادیوں میں نقباء و نائبین نقباء مقرر ہیں۔ ملی مسائل اور حالات کے تناظر میں موقع بہ موقع امارت شرعیہ کا پیغام ان تک پہونچایا جاتا ہے، ادھر چند سالوں میں حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے تنظیمی ڈھانچے کو مضبوط اور زمانے سے ہم آہنگ بنانے کے لیے خصوصی توجہ دے رکھی تھی، آپ نے مختلف اضلاع میں اجلاس نقباء کے ذریعہ، ضلع، بلاک اور پنچایت سطح پر کمیٹیاں قائم کرائیں، صدر سکریٹری اور ان کے نائبین کے لیے ہر علاقہ کے باصلاحیت افراد کو تنظیمی کاموں کو زمین پر اتارنے کی غرض سے منتخب کیا اور ضلع کی سطح سے لے کر پنچایت کی سطح تک کام کو منظم کرنے کے لیے ہدایات جاری کیں انہوں نے کہا کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے تنظیم امارت شرعیہ کی سرگرمیاں رک گئی تھیں؛ لیکن اب جب کہ کورونا کی وبا میں کمی آئی ہے اور لاک ڈاؤن میں ڈھیل دی جانے لگی ہے تو ان سرگرمیوں کو دوبارہ منظم انداز میں شروع کرنے کی غرض سے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی صدارت میں یہ میٹنگ منعقد ہوئی ہے۔

میٹنگ میں نائب امیر شریعت اور قائم مقام ناظم صاحب کے علاوہ، نائب ناظم امارت شرعیہ اور شعبہ تنظیم کے ذمہ دار مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب، معاونین ناظم مولانا احمد حسین قاسمی ومولانا قمر انیس قاسمی صاحب بھی شریک ہوئے۔ اس میٹنگ میں اتفاق رائے سے یہ طے کیا گیا کہ تنظیم امارت شرعیہ کی مقامی کمیٹیوں اور ان کے ذمہ داروں کو توجہ دلائی جائے کہ حضرت امیر شریعت سابعؒ نے بڑے اہم مقاصد کے پیش نظر بنفس نفیس مختلف اضلاع میں تشریف لے جا کر ضلع اور بلاک سطح پر اپنی نگرانی میں تنظیم امارت کی کمیٹی تشکیل دلوائی تھی اور علاقہ کے فعال وسرگرم افراد کو ان کا ذمہ دار نامزد فرمایا تھا، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جن مقاصد کو سامنے رکھ کر کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں ان کو بروئے کار لانے کی فکر کریں، گذشتہ دنوں کئی اہم ذمہ داریاں ان حضرات کے سپرد کی گئی تھیں، جن پر کسی حد تک کام بھی ہوا؛ لیکن ادھر مسلسل لاک ڈاؤن کی وجہ سے کاموں میں جو وسعت اور تیزی پیدا ہونی تھی وہ نہیں ہو سکی، اب بحمد للہ حالات کسی قدر بہتر ہو چکے ہیں، اس لئے مقامی کمیٹیوں کے تمام صدور وسکریٹریز ونائبین ضلع وبلاک کمیٹی جلد از جلد کمیٹی کے ارکان کی میٹنگ بلائیں اور دفتر امارت شرعیہ کے ذریعہ کئے گئے کاموں کو زمین پر اتارنے میں مصروف ہو جائیں۔

مقامی کمیٹیوں کے ذمہ داروں کو جن اہم امور پر اس وقت خاص توجہ دینی ہے اس میں پنچایت سطح پر کمیٹی کی تشکیل، مکاتب کے نظام سے ہر محلہ اور مسجد کو جوڑنے پر غور اور اسکولوں کے اندر مسلم بچوں کے فارم کی خانہ پری میں مادری زبان کے کالم میں ''اردو'' لکھوانے کی تحریک شامل ہے۔

Scanned with CamScanner

سماجی تحفظ کے لئے خواتین بیدار ہو جائیں

مفتی عین الحق امینی قاسمی

خواتین سماج کا اٹوٹ حصہ ہیں،اس لئے سماجی تحفظ کی ذمہ داری جس طرح مردوں پر ہے،عورتوں پر بھی ہے،بلکہ متعدد جہتوں سے ان خواتین کی ذمہ داریاں بڑھی ہوئی ہیں،مگر سوال یہ ہے کہ ان کا طریقہ کار کیا ہو،سماج پر ہونے والے ظلم وزیادتی کا دفاع،خواتین کس طرح کریں؟ آئے دن خواتین اوران کے اہل خانہ کے ساتھ ناروا سلوک،تعصب پرستی،ظلم وزیادتی کے واقعات لگاتار سامنے آرہے ہیں،ان کی آنکھوں کے سامنے،ان کے گھر اور مکان کو نقصان پہنچایا جاتا رہا ہے،ان کے بچوں اور شوہروں کو گھروں سے اٹھالیا جاتا ہے،خود خواتین کو زیادتی کا شکار بنایا جاتا ہے،خواتین پر فقرے کسے جاتے ہیں،کبھی جنسی استحصال اور کبھی لو میرج کر بھگا لے جانے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں اور صرف یہی نہیں خواتین کو برہنہ کرکے ظلم وتشدد کے ذریعے قتل تک کردیا جارہا ہے۔کیا گھروں میں محفوظ ان خواتین کو زندگی جینے کا حق نہیں ہے،کب تک زخموں کو سہتی رہیں گی،طعنے سن سن کر اپنے آبرو کو نیلام کرتی رہیں گی،خود کو بیوہ،اور بچوں کو یتیم بناتی رہیں گی،سماجی تحفظ کے لئے وہ کب بیدار ہوں گی،ضرورت ہے کہ وہ اپنے اور سماج کے بچاؤ کے طریقوں کو سمجھیں،دفاعی طریقہ کار کو جانیں،بزدلی،کم ہمتی اور خوف وہراس کو دور کرکے اپنے اندر عزم وتوانائی لائیں،راستے میں حائل کوہ گراں کو راستے سے ہٹانے کی جرأت اپنے اندر پیدا کریں،حضرت خولہ اور صفیہؓ وسمیہؓ کی سنتوں کو زندہ کر ملت کے تحفظ کیلئے جرأت وبہادری کے ساتھ مقابلے کا راسخ عزم رکھیں۔خواتین نے ہر دور میں تاریخ رقم کی ہے،زندگی جینے کا سلیقہ پیش کیا ہے،بے خوفی اور عزیمت کی راہوں پہ چل کر بزدلوں،امن کے دشمنوں،تعصب پرستوں اور بلوائیوں کو سبق سکھانے کا کام کیا ہے۔ماؤں نے جب جب ہمت وحوصلہ سے کام لیا،ایک نئے انقلاب نے جنم لیا ہے انسانیت کے سوداگروں کو منہ کی کھانی پڑی ہے اور اپنے ناپاک ارادوں میں الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہونا پڑا ہے،،بہنوں نے جب بھی مورچہ بندی کی ہیں،امن کے لٹیرے ناکام ہوئے ہیں،بیبیوں نے جہاں کہیں بھی اپنی غیرت وحمیت کا حقیقی مظاہرہ کیا،سرپھروں کا حوصلہ پست ہوا ہے،اور جب بیٹیوں نے ظلم کے خاتمے کا ارادہ کیا تو بدر بھی برپا ہوا،احد بھی وجود میں آیا اور حنین کی تاریخ بھی رقم ہوئی ہے۔سماجی تحفظ کا کام انسانیت کا کام ہے،اور خواتین،سماجی تحفظ کے تئیں زیادہ حساس بھی ہوتی ہیں،مگر نفسیاتی طور پر ڈر اور خوف کے احساس سے مغلوب ہوکر وہ رہزنوں،بلوائیوں سے مقابلے اور اس سمت میں تیاری کی ہمت نہیں جٹا پاتی ہیں،حالانکہ خواتین کے پاس ایسے بے شمار مواقع ہیں،جہاں وہ اپنی جرأت،اور انسانیت پر مبنی ذمہ داری کا بھلے طریقے سے احساس کرا کر قابل فخر تاریخ رقم کرسکتی ہیں۔خواتین گھروں میں رہ کر تحفظ کے گن بہتر طریقے سے سیکھ سکتی ہیں،اسی طرح خواتین کے لئے ایک سب سے بہترین چیز اپنے بچوں کی انقلابی تربیت ہے،جس سے وہ دیر تک بہت سے معرکے سر کرسکتی ہیں،بچوں کی تربیت منظم طریقے پر انہیں کرنی چاہئے،تاکہ وہ کیڑے مکوڑوں سے ڈرنے کے بجائے سماجی دشمنوں کو مکڑی کے جالوں میں پھانس کر عبرت ناک سزا دینے کی جرأت اپنے اندر جٹا سکیں۔

بچوں کی تربیت بامقصد ہو،دوران تربیت جہاں وہ علم معاش انہیں سکھائیں،وہیں ان بچوں کو تیر اندازی،تیراکی سکھانے کے ساتھ ہی عصری آلات حرب وضرب کا بھی پاٹھ پڑھائیں،ایک حوصلہ مند رضاکار بن کر قوم وسماج کی حفاظت کے لئے خود کو پیش کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں،نسل کی ایسی تربیت نہ کریں کہ اسے خود سے بھی وحشت ہونے لگے،بل کہ اس کے مزاج میں جرأت،شجاعت،بہادری اور سماجی تحفظ کے لئے جانوں پر کھیلنے کا جذبہ پروان چڑھنا چاہئے۔تربیت کے زمانے میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ،ہمارے یہ بچے بڑھ کر خالق کی اطاعت اور مخلوق کی خدمت کریں گے،اس کے لئے ان میں ابھی سے یہ احساس جاگزیں کرنے کی ضرورت ہوگی کہ خالق کی اطاعت کے بغیر مخلوق کی خدمت،بے معنی ہے،بل کہ خالق کی مانتے ہوئے مخلوق کے کام آنا عبادت ہے،جب یہ جذبہ ہوگا تو سماج کی گود میں پلنے والا ہر بچہ آئیڈیل ہوگا،جس پر قوم فخر کریں گی۔یقین جانئے کہ جب بچہ مذہبی ہوگا تبھی وہ والدین کے حقوق بھی پورا کرسکتا ہے اور سماج کے کام آسکتا ہے،اس کے بغیر تربیت ناقص وادھوری ہوگی،تربیت کا مرحلہ ہی وہ مرحلہ ہے جہاں سے سماج ومعاشرے کو سنجیدہ،فہیم،بردبار،قوی الجثہ اور شجاع وبہادر افراد سماج کو ملتے ہیں،حالات اور میدانوں کے رخ پر چٹان کی طرح جمنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ،الرجل القوی خیر من الرجل الضعیف یعنی میدان کارزار میں طاقت ور افراد کی ضرورت رہا کرتی ہے جو کمزوروں سے بہرحال بہتر اور اہم ہوتے ہیں۔مائیں اگر چاہتی ہیں کہ سماج بزدل بننے سے محفوظ رہے،تو ماؤں کو بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دے کر اسے مجاہدے کا عادی بنانا چاہئے،مائیں دوڑ ورزش کے ذریعے اس کو قوی الاعصاب بنانے کا شعور اپنے اندر لائیں،ڈر اور خوف کا عادی نہ بنائیں،سنجیدہ تربیت کے ذریعے فولادی قوت اور دور سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ان میں پیدا کرنے کی فکر کریں،تاکہ زندگی کے بڑھتے قدم کے ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی ہو کہ:

ہم کو مٹا سکے،یہ زمانے میں دم نہیں ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

بیتے دنوں میں جس طرح کے حالات پیدا ہوئے ہیں،جگہ جگہ مآب لنچنگ،چھوٹے بڑے فسادات اور جذباتی نعروں کے ذریعے سماج کے بعض طبقوں میں خوف وہراس پیدا کرنیکی کوششیں ہورہی ہیں اوران افراد کے دلوں میں عدم تحفظ کا احساس بٹھانے کی سازش رچی جارہی ہے،ایسے میں سنجیدہ،انصاف پسند،سمجھدار ماؤں کو تربیت کا وہ انداز اپنانا ہوگا جو قابل تقلید انداز،فلسطین کی ماؤں نے گزشتہ سو سال سے اپنایا ہوا ہے،فلسطین اور قدس کی ماؤں کی گود میں پلنے والا ہر بچہ خواہ بیٹی ہو یا بیٹا،وہ فلسطین کی آزادی اور بیت المقدس کی بازیابی کے جذبے سے ہی پروان چڑھتا ہے،مومن کبھی بھی موت سے نہیں گھبراتا،وہ ظلم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا،مگر ظلم کو دیکھتا رہ جائے،سماج کو اس کے سامنے قسطوں میں صاف کیا جائے،مومن یہ سب کہاں برداشت کرسکتا ہے،مومن کبھی بھی ضمیر کا سودا نہیں کرسکتا،وہ اپنے ایمان وملک کے تقاضوں کے لئے سو جانیں قربان کرنے کو ہر پل تیار رہتا ہے،مومن خوب جانتا ہے کہ یہ دنیا قید خانہ ہے،وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں،وہ جانتا ہے کہ دنیا مردار کی طرح ہے،اس کو ٹوٹ کر طلب کرنے والے اور اسی دنیا کو حیات جاوداں سمجھ کر آخرت کی منزلوں کو بھول جانیوالے بے عقل ہیں،ماؤں نے اگر فلسطینی خواتین کو آئیڈیل بنا کر اپنے بچوں کی تربیت شروع کردی،یقین جانئے! سارے کے سارے انسانیت کے دشمن بلوائی،شتر مرغ کی طرح پناہ گاہ تلاش کرتے پھریں گے،تب اللہ کی زمین بھی پناہ دینے سے انکار کرے گی اور ہمارا ملک بھی امن وامان کا گہوارہ ہوگا،شانتی اور پرانی سنسکرتی کا بول بالا ہوگا۔بہنوں!! آخر اندازہ تو کرو کہ معاذ ومعوذ کس گود میں پلے تھے،حضرت عمیرؓ،عبداللہؓ بن عمر،زیدؓ بن ثابت،اسامہؓ بن زید،زیدؓ بن ارقم،براءؓ بن عازب،عمرؓ بن حزم،اسیدؓ بن ظہیر،عرابہؓ بن اوس،سعیدؓ خدری،سمرہؓ بن جندب،رافعؓ بن خدیج،معاذؓ بن عمرو،معوذؓ بن عفراءؓ اور انسؓ بن مالک،آخران سب کی تربیت کیسی ہوئی کہ اللہ کے راستے میں جانے کے لئے حضور سے سفارش کرواتے پھرتے تھے،ان میں سے بعض تو وہ تھے جو پنجوں کے بل ابھر ابھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کررہے ہوتے۔

ہمارے بچوں کو کیا ہوگیا کہ وہ جان کی امان کی بھیک مانگتا پھر رہا ہے،اسے موت سے ڈر لگنے لگا ہے،زندگی عزیز ہوگئی ہے،وہ کسی بھی کامیاب منزل سے بے پرواہ،بالکل آوارہ بے مقصد زندگی جینے کا عادی ہوتا جارہا ہے،کل ہمارے صحابہؓ کے بچے پیادہ پا ابوجہل کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے،تب وہ گھوڑے پر سوار تھا،بالآخر انہوں نے ابوجہل کو مار گرایا۔

آج کیا ہماری ماؤں کی کوکھ بانجھ ہوگئی ہے،کیا انہوں نے سلطان صلاح الدین کو جنم دینا بند کردیا ہے؟ کیا ہمارے بچے معاذ ومعوذ کا سبق نہیں دہرا سکتے،کیا ہمارے اندر سے جرأت وبہادری ختم ہوچکی ہے،کیا ہمارے بچے موسیٰؒ بن نظیر،طارقؒ بن زیاد،صلاح الدینؒ ایوبی اور ویر عبدالحمیدؒ جیسے بہادر وجری نہیں ہو؟ بس اس کے لئے ماؤں کو خوف وہراس اور احساس کمتری کے خول سے نکل کر بلوائیوں اور انسانیت کے دشمنوں سے نپٹنے کی قوت اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی،یہی ایک راستہ ہے سماجی تحفظ کا اور یہی دفاعی طریقہ ہے خواتین کے لئے سماج کے بچاؤ کا۔

کیا سعودی عرب کا بدلتا معاشی منظر نامہ متحدہ عرب امارات کو کھٹک رہا ہے؟

سمیر ہاشمی

دنیا میں تیل پیدا کرنے والے سب سے بڑے ممالک متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کے درمیان تیل کی پیداوار کے کوٹے پر کشیدگی کے سبب ان کے درمیان مذاکرات میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے۔اس کا اثر تیل کی تمام بڑی منڈیوں پر پڑا جو مذاکرات رُکنے کی وجہ سے پریشان ہیں اور اس کی وجہ سے تیل کی قیمتیں چھ برسوں کی اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔پٹرولیم ایکسپورٹ کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک پلس کو جس میں روس جیسے ممالک بھی شامل ہیں اپنے مذاکرات غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کرنا پڑے جس کے بعد اس گروپ کے اتحاد کے بارے میں خدشات پیدا ہوگئے ہیں۔یہ مسئلہ گزشتہ ہفتے اس وقت شروع ہوا جب متحدہ عرب امارات نے اوپیک پلس کے رہنماؤں سعودی عرب اور روس کی اس تجویز کو مسترد کردیا جس میں دونوں ممالک نے کہا تھا کہ تیل کی پیداوار سے متعلق پابندی کو مزید آٹھ ماہ تک برقرار رکھا جانا چاہیے۔لیکن متحدہ عرب امارات تیل کی پیداوار کی اپنی موجودہ ''بیس لائن'' پر دوبارہ بات چیت کرنا چاہتا ہے۔متحدہ عرب امارات نے کہا ہے کہ اسے تھوڑا سا زیادہ تیل پیدا کرنے کی آزادی دی جانی چاہیے۔سعودی عرب اور روس اس کے خلاف تھے۔مذاکرات نے اس وقت ایک عجیب موڑ لیا جب متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کے وزرائے توانائی جو ایک دوسرے کے قریب سمجھے جاتے ہیں نے اس معاملے پر اختلافات کے بارے میں کھل کر باتیں کرنا شروع کردیں۔

واشنگٹن میں قائم سینٹر برائے اسٹریٹجک اینڈ انٹرنیشنل سٹڈیز کے سینئر محقق بین کیہل کے مطابق ''یہ ٹکراؤ حیرت انگیز تھا لیکن شاید یہ تنازعہ ناگزیر تھا۔ان کا کہنا ہے کہ ''ابوظہبی کا اوپیک کوٹہ اس کی تیل کی پیداواری صلاحیت کے عین مطابق نہیں ہے،متحدہ عرب امارات نے تیل کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لیے بہت زیادہ رقم خرچ کی ہے اور اب مانگ بھی بڑھ رہی ہے،یہی وجہ ہے کہ متحدہ عرب امارات تیل کی پیداوار میں اضافے پر حمایت نہ ملنے سے مایوس ہے۔کئی برسوں سے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے درمیان شراکت نے عرب دنیا کی جغرافیائی سیاست کو ایک نئی شکل دی ہے،سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اور متحدہ عرب امارات کے ولی عہد شہزادہ محمد بن زید کے ذاتی تعلقات نے دونوں ممالک کے درمیان اس اتحاد کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔دونوں ولی عہد اپنے اپنے ممالک میں حقیقت پسند حکمرانوں کی حیثیت سے دیکھے جاتے ہیں اور دونوں ہی اپنے اپنے ملک کے لیے ماڈرن نظریہ رکھتے ہیں۔کئی برسوں سے دونوں ممالک کے درمیان اسٹریٹجک امور پر گہرا تعاون رہا۔انھوں نے یمن میں ایران کے حمایت یافتہ حوثی باغیوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے ۲۰۱۵ء میں ایک عرب فوجی اتحاد تشکیل دیا تھا اور ۲۰۱۷ء میں قطر پر سفارتی،تجارتی اور سفری پابندی عائد کردی تھیں۔لیکن دو سال قبل اس وقت ان کے تعلقات میں کشیدگیاں ظاہر ہونے لگیں جب متحدہ عرب امارات نے یمن سے اپنی بیشتر فوج واپس بلالی،سعودی عرب یو اے ای کے اس اقدام سے ناخوش تھا۔

جنوری میں متحدہ عرب امارات نے قطر پر پابندیاں ختم کرنے کے لیے سعودی زیر قیادت معاہدے پر بڑی بے دلی سے اتفاق کیا تھا۔لیکن انھیں دوحہ پر اب بھی اعتماد نہیں ہے۔اسی طرح گذشتہ سال اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے متحدہ عرب امارات کے فیصلے سے سعودی عرب خوش نہیں تھا۔

فروری میں دونوں ممالک کے درمیان دوریاں اس وقت اور بڑھتی نظر آئیں جب سعودی عرب نے کثیر القومی کمپنیوں سے ۲۰۲۴ء تک اپنا صدر دفتر سعودی عرب منتقل کرنے کے لیے کہا اور یہ بھی کہ جو کمپنی ایسا نہیں کریں گی انھیں سرکاری ٹھیکے نہیں ملیں گے۔اسے خلیجی ممالک میں تجارت کا مرکز سمجھے جانے والے دبئی پر براہ راست حملہ سمجھا گیا۔اس وقت متحدہ عرب امارات نے اوپیک میں ایک ایسے معاہدے کی مخالفت کی تھی جس پر سعودی عرب آمادہ تھا۔اس کی وجہ سے سعودی عرب نے متحدہ عرب امارات کے لیے پروازیں معطل کردی تھیں،اگرچہ پروازیں معطل کرنے کی وجہ کورونا وائرس کی وبا کو قرار دیا گیا تھا،لیکن یہ فیصلہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب بہت سے لوگ چھٹیوں کے لیے دبئی کا رخ کرتے ہیں۔

سعودی عرب نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے ترجیحی ٹیرف معاہدے کے ذریعے اسرائیل سے تعلقات رکھنے والے فری زون یا دیگر خلیجی ممالک سے درآمدات روک دے گا۔اس اقدام سے متحدہ عرب امارات کی معیشت کو دھکا لگا ہے،کیونکہ وہاں کی پوری معیشت فری زون ماڈل کے گرد گھومتی ہے۔اوپیک میں دونوں ممالک کا ٹکراؤ دونوں کے درمیان بڑھتی ہوئی معاشی دشمنی کو ظاہر کرتا ہے۔دونوں ممالک پیٹرولیم مصنوعات کی برآمد پر انحصار کم کرکے اپنی معیشت کو متنوع بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اردو زبان وادب کی ترویج میں سائبر کا حصہ

خان محمد آصف

ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں وہ نت نئی ایجادات واختراعات کا دور ہے۔ جو چیزیں آج تک طلسماتی اور قول محال سمجھی جاتی تھیں سائنس وٹکنالوجی نے انھیں سچ کر دکھایا۔ موجودہ عہد میں انٹرنیٹ انسان کی روزمرہ زندگی کا جزولاینفک بن چکا ہے۔ ماضی کا انسان اپنے خیالات وجذبات کا بیان خطوط سے کیا کرتا تھا۔ اس کے برعکس آج بلاگس، ٹوئیٹر اور واٹس اپ کے ذریعے پیغام کی بآسانی ترسیل کی جاسکتی ہے۔ انٹرنیٹ کے اثرات نے کائنات کے حجم کو سمیٹ کر گلوبل ولیج میں تبدیل کر دیا ہے۔ اطلاعاتی انقلاب نے کائناتی نظام کو سائبر ایج میں منتقل کر دیا ہے، جہاں معلومات کا لامتناہی انبار ہے۔ اس سائبر اسپیس میں ڈیجیٹل لائبریریز، انسائیکلوپیڈیا، اخبارات ورسائل، ویب سائٹس، بلاگز اور ای کتب موجود ہیں، جو اردو زبان وادب کے فروغ میں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں اور اردو کی لسانی، تہذیبی اور ثقافتی قدروں کو روایتی محبان اردو کے علاوہ ان حلقوں سے جوڑ رہی ہیں، جو بالعموم اردو والوں میں شمار نہیں کیے جاتے۔ تو دوسری طرف انٹرنیٹ نے اردو رسم الخط کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اس کی ترویج واشاعت میں مثبت کردار ادا۔ محبان اردو کو اس بات کا غم کھائے جا رہا تھا کہ اگر اردو کو سوشل نیٹ ورکنگ سے نہیں جوڑا گیا تو اردو زبان وادب کا تہذیبی وثقافتی اثاثہ ٹکنالوجی کی تیز رفتار اور چکاچوند دنیا میں دھندپڑ جائے گا۔ اردو کے شیدائیوں کی اسی لگن اور جذبے نے زبان کو نئی ٹکنالوجی سے ہم آہنگ کیا، اپنی اس کوشش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ذاتی سرمائے لگانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ یہ انھیں کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ آج انٹرنیٹ پر اردو ڈیجیٹل لائبریریز اور کئی اہم ادبی، تہذیبی، ثقافتی اور تعلیمی سائٹس موجود ہیں۔ اس مقالے میں اردو کی انھیں ویب سائٹس اور بلاگ کا تجزیاتی وتنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے، جو اردو زبان وادب کے فروغ میں مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ تاکہ اردو زبان اپنے رسم الخط کے ساتھ محفوظ ہو جائے۔ اردو کی ان ویب سائٹس کا مقصد جہاں زبان وادب اور تہذیب وثقافت کی ترویج واشاعت ہے، وہیں نئی نسل کے اندر صالح اقدار کو پروان چڑھانا بھی ہے، تاکہ ادبی ذوق رکھنے والوں کا ایک ایسا حلقہ وجود میں آئے جو اپنے ذوق کی تسکین ان ویب سائٹس کے ذریعے کر سکے۔ میری خواہش تھی کہ اپنے مضمون میں ان تمام ویب سائٹس کا تجزیہ وتعارف پیش کروں، جو اردو کے فروغ میں کام کر رہی ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ اس لیے صرف انھیں ویب سائٹس کو اپنے مضمون کے لیے منتخب کیا جو اردو ادب کے طالب علموں، ریسرچ اسکالروں اور روایتی اور غیر روایتی محبان اردو کے ذوق کی تسکین کا ذریعہ ہیں۔

بہار اردو یوتھ فورم ڈاٹ ارگ کا قیام 2009 میں عمل میں آیا اس ویب سائٹ کا مقصد بالعموم اردو زبان وادب اور بالخصوص بہار کے اردو تخلیق کاروں کے فن پاروں کو انٹرنیٹ کے ذریعے فروغ دینا تھا۔ پچھلے آٹھ سالوں سے یہ ویب سائٹ اردو کی ترویج واشاعت کے لیے بھرپور کوشش کر رہی ہے جس کے نتیجے میں اب تک قومی وبین الاقوامی سطح پر ایک کروڑ سے زیادہ وزیٹرس اس سائٹ کی سیاحت کر چکے ہیں۔ اس ویب سائٹ پر ہندوپاک کے علاوہ اردو کی نئی بستیوں کے شاعروں اور ادیبوں کی تخلیقات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس فورم کی اہمیت اردو دنیا میں اس وجہ سے مسلم ہے کہ اس پر شعرا وادبا کے نام باعتبار حروف تہجی دیے گئے ہیں جس کے سبب ویب سائٹ کی شہرت ومقبولیت میں اضافہ ہوا، اور اردو کے اسکالرس اور شائقین کو یہ آسانی ہوئی کہ وہ اپنے پسندیدہ شاعر وادیب تک بلا کسی ٹکنیکل روک ٹوک کے پہنچ سکیں۔ بہار اردو یوتھ فورم نے اپنی ویب سائٹ کو دیدہ زیب اور پرکشش بنانے کے لیے 341 شعرا کی ڈیزائن پوٹریز تیار کی ہے، اس کے علاوہ قاری کی دلچسپی کو ذہن میں رکھتے ہوئے افسانے، افسانچے، پوپ کہانیاں، منی افسانے کو جدید گرافک ڈیزائن سے مزین کر کے سائبر سماج کا حصہ بنایا۔ جس نے انٹرنیٹ کی دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا، جسے تاریخ ادب اردو کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ اردو ادب کی تاریخ میں اس فورم کی اہمیت سنگ میل کی رہے گی۔ اسی طرح 258 کہانی کاروں کے 896 افسانوی متون ڈیزائن کے ساتھ موجود ہیں۔ ادبی متن کے علاوہ انسانی شعبہ ہائے زندگی سے متعلق کل مضامین کی تعداد 4014 ہے۔ قارئین کو تلاش وجستجو میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اس کے لیے مضمون نگاروں کے نام حروف تہجی میں دیے گئے ہیں۔ اس ویب سائٹ کو عالمی شہرت اس وجہ سے بھی حاصل ہے کہ اس پر ویزیٹرس کی پسند اور ضرورت کے متعلق مضامین وافر مقدار میں موجود ہیں۔ جن میں تعلیمی، اسلامی، سیاسی، ادبی، اسپورٹس اور خواتین واطفال پر مضامین قابل ذکر ہیں، جن کی الگ الگ فہرست ہے تاکہ قاری کو پریشانی نہ ہو۔ تعلیمی مضامین کی کل تعداد 281 ہے جس میں کمپیوٹر پر 11، علم وفن پر 65، معلوماتی باتیں 162، مسلم معاشرے پر 36، تعلیم کی اہمیت پر 7 مضامین شامل ہیں۔ ادبی مضامین کی کل تعداد 2251 ہے آپ بیتی پر 76، ادبی خبریں 405، ادبی گوشہ 360، افسانے 38، غزلیں 37، انٹرویوز 21، لمحہ فکر 238، مزاحیہ مضامین 41، شخصیات 402، شاعری 73، تجزیاتی مطالعہ 179، تیشہ فکر پر 332 مضامین شامل ہیں۔

اردو کے عام قاری کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے خاصی تعداد میں ایسے مضامین اپلوڈ کیے گئے ہیں جن کا تعلق نسائی حسن وہستی سے ہے جیسے مضامین برائے نسواں جس کی کل تعداد 189 ہے اس میں خوبصورتی پر 6، خواتین کے لیے 66، امور خانہ داری سے متعلق 94 اور خواتین کے صفحات کے نام پر 23 مضامین شامل ہیں۔ اسلامی مضامین کی کل تعداد 368 ہے اسلامی تعلیمات پر 74، اسلامیات 229، بزرگان دین کے حالات زندگی پر 33 اور محمد عربی کی باتیں کے عنوان سے 32 مضامین شامل ہیں۔ حالات حاضرہ پر 505 مضامین ہیں جن میں بنگلہ دیش پر 9، ہندستان پر 365، پاکستان پر 47، ساؤتھ ایشیا پر 80 اور عالمی سطح کے 80 مضامین شامل ہیں۔ مضامین برائے اطفال کی کل تعداد 77 ہے جن میں بچوں کے لیے اصلاحی مضامین 14، بچوں کی کہانیاں 49 اور بچوں کی نظمیں 14 شامل ہیں۔ فلمستان کی زرق برق دنیا اور ہیرو ہیروئن کے افیئرس پر 39 مضامین ہیں جو فلمی شائقین کے لیے بڑا تحفہ ہے۔ سیاسی مضامین کی کل تعداد 193 ہے جس میں قومی سطح کے مضامین 54، ریاستی سطح کے 72 اور 2014 کے عام انتخاب کے متعلق 67 مضامین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اسپورٹس کی خبروں پر مشتمل مضامین کی تعداد 38 ہے۔

بہار اردو یوتھ فورم کی ویب سائٹ پر معروف شخصیات، شعرا وادبا کی 612 ویڈیوز بھی ہیں جنھیں آپ بآسانی دیکھ اور سن کر لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ کا مقصد جہاں نئی نسل کو صالح اقدار عطا کرنا ہے وہیں ان کے اندر اردو زبان وادب کے تہذیبی ورثے کو ان کے حوالے کرنا ہے، تاکہ نئی نسل اردو کی شیرینی کے ساتھ اس کی ثقافت کو اپنے اندر سمو سکے۔ اس کے لیے انٹرنیٹ سے بہترین کوئی ذریعہ نہیں جس سے آج کی نسل پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ لائق مبارک باد ہیں جاوید محمود صاحب جنھوں نے اردو ادب کے فروغ کے لیے انٹرنیٹ کو میڈیم کے طور پر انتخاب کیا اور اردو کے شعری اور نثری سرمائے کو اس کے وقار اور معیار کے ساتھ نئی ٹکنالوجی سے جوڑا۔

ریختہ ڈاٹ او آر جی کا بنیادی مقصد سائبر دنیا میں اردو کی شعری اصناف کو معیاری اور مستند متن کے ساتھ پیش کرنا ہے تاکہ قاری وسامع اردو تہذیب کے ساتھ صحیح تلفظ سے واقف ہو سکے۔ اس ویب سائٹ پر معروف ومقبول شعرا وادباء کی تخلیقات کو اردو کے علاوہ دیوناگری اور رومن رسم الخط میں بھی آن لائن مہیا کیا گیا ہے۔ چونکہ غیر روایتی محبان اردو زبان کی چاشنی اور شرینی سے محظوظ ہوتے ہی ہیں، لیکن اردو ادب اور بالخصوص شعری متن کی معنیاتی تفہیم سے نابلد ہوتے ہیں۔ ریختہ نے اردو ادب کے فہم کو فروغ دینے اور اس کے رس کو عقیدت مندان اردو تک پہونچانے کے لیے مشہور شعرا کے کلام کو ان کی اپنی آواز میں پیش کیا۔ مقصد یہ ہے کہ سامعین وناظرین کلام کے ساتھ ساتھ شاعروں کے صوتی آہنگ سے بھی لطف اندوز ہوں۔ جن شعرا کا آڈیو یا ویڈیو دستیاب نہ ہوسکا ان کے کلام کو عصر حاضر کے معروف شاعروں اور زبان کے ماہرین کی آواز میں محفوظ کیا گیا۔ جو ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ تاکہ سامع وناظر شعری وزن وآہنگ سے حظ اٹھا سکیں۔

ریختہ کا اپنا ایک اسٹوڈیو ہے جس میں اردو کے ممتاز ادیبوں، شاعروں اور ناقدین سے انٹرویوز لیے جاتے ہیں۔ جس میں ہندوپاک کے نئی نسل کے شعرا وادبا کے علاوہ بزرگ ادیبوں سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان انٹرویوز کا مقصد شاعروں اور ادیبوں کی آرا سے سامعین کو واقف کرانا ہوتا ہے اس تیز رفتار دنیا کے بدلتے تہذیبی وثقافتی رجحان میں شعر وادب کی تفہیم کیسے ممکن ہوسکے۔ اس کے علاوہ ریختہ پر موضوعاتی اشعار کا ای۔ بینک بھی موجود ہے جس میں قاری اپنے پسندیدہ موضوع کے تحت اشعار کا انتخاب کرسکتا ہے اور اپنے عزیزوں کے ساتھ اسے شئیر بھی کرسکتا ہے۔ حال ہی میں ریختہ نے علم عروض پر آسان اور عام فہم زبان میں لیکچر سیریز شروع کی ہے تاکہ شعری ذوق وشوق رکھنے والے حضرات اشعار، بحروں اور اس کے اصول واوزان سے واقف ہوسکیں۔ ریختہ پر خصوصی گوشہ کے تحت لجنڈ ادبا وشعرا کی تخلیقات پیش کی گئی ہیں جن میں قابل ذکر میر تقی میر، اسد اللہ خاں غالب اور سعادت حسن منٹو ہیں۔

ریختہ فاونڈیشن کے بانی سنجیو صراف کے بقول "ریختہ دراصل محبتوں کا پھول ہے جس کی خوشبو آج دنیا کے 154 ملکوں تک پہنچ چکی ہے۔" سائبر اسپیس میں ریختہ کی مقبولیت اور اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے پہلے یوم تاسیس پر پروفیسر اختر الواسع نے کہا تھا کہ "اگر پچھلی صدی چھپے ہوئے حرف کی حرمتوں واشاعت کے حوالے سے منشی نول کشور کی صدی تھی تو سائبر انقلاب کے زمانے میں یہ سنجیو صراف کی صدی کہلائے گی۔" ریختہ ڈاٹ او آر جی کی ادبی حلقے میں مقبولیت اور کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کمپیوٹر اسکرین کے ساتھ ساتھ موبائل اسکرین پر بھی دستیاب ہے۔ اس صورت میں ایسی ہائی ٹیک ٹکنالوجی کا استعمال کیا گیا ہے جس سے ویب سائٹ پر موجود شعرا کا کلام، ای۔ بکس اور دیگر تمام آڈیوز اور ویڈیوز کو موبائل اسکرین پر بھی پڑھے، سنے اور دیکھے جاسکیں گے۔ ریختہ نے اردو ادب کی خوشبو کو نئی نسل تک پہنچانے کا جو ہائی ٹیک طریقہ اپنایا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

اردو سے متعلق انٹرنیٹ کی دنیا میں 'اردو ویب ڈیجیٹل لائبریری' کی اپنی الگ پہچان ہے اس کا مقصد اردو زبان وادب کے بیش بہا، کم یاب اور نایاب سرمائے کو محفوظ کرنا، اسے معدوم ہونے سے بچانا بھی ہے تاکہ آنے والی نسل کے لیے اس کی رسائی آسان ہوسکے، اور اردو زبان کے موجودہ مواد کو انٹرنیٹ کے ذریعے عوام تک بآسانی پہچایا جاسکے۔ یہ ایک ایسی آن لائن لائبریری ہے جو کاپی رائٹ سے آزاد اپنے قاری کو ادبی اور تدریسی مواد فراہم کرتی رہے، کتابوں کا یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں سے علم وادب کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ علمی ذوق رکھنے والے، محققین اور علم کی تلاش وجستجو میں سرگرداں رہنے والوں کے لیے یہ آن لائن ڈیجیٹل لائبریری اولین مستند حوالے کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ ڈیجیٹل لائبریری میں شامل متون سے آپ پوری طرح استفادہ کرسکتے ہیں بس شرط یہ ہے کہ اگر اس متن کو اپنی تحریر میں حوالے کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اردو ویب ڈیجیٹل کا حوالہ اور نام ضرور دیں۔ تاکہ سند رہے۔ 'اردو کی برقی کتابیں ڈاٹ کام' اردو کی برقی کتابوں کی نشر واشاعت اور ترویج میں فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ ویب سائٹ اردو کی مفت برقی کتابوں کا مطبع ہے جہاں کتابیں برقی شکل میں شائع ہوتی ہیں۔ کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تین شرطوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

1۔ جملہ حقوق (کاپی رائٹ) سے آزاد کتب کی اشاعت۔ 2۔ ان کتب کی اشاعت جو پہلے کاغذ پر شائع ہوچکی ہیں اور پرنٹ ورژن کے بعد مصنفین یا ناشرین کی اجازت کے بعد برقی شکل میں پیش کی جائیں گی۔ 3۔ اب آپ بھی اپنی کتابیں برقی شکل میں شائع کراسکتے ہیں اگر آپ کی کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہو تو یہاں شائع کراسکتے ہیں۔ اردو کی برقی کتابیں ڈاٹ کام پر دو موضوعات پر کتابیں موجود ہیں، متفرقات کے زمرے میں کئی موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ کریں۔

دین ومذہب

مذہبی لٹریچر پر 425 کتابیں ہیں جو متعدد موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ مثلا اسلام کے متعلق 32، احادیث 15، عقیدے پر 57، سیرت نگاری 11، اور اسلامیات پر 310 کتابیں ہیں۔ اور دیگر ادیان پر سات کتابیں موجود ہیں۔ اردو کی برقی کتابیں ڈاٹ کام پر اردو ادب کی تمام اصناف مطالعے کے لیے موجود ہے جن میں شعری مجموعے، افسانوی مجموعے، ناول، داستان، ڈرامہ، تنقید وتحقیق، ادب اطفال، جاسوسی ادب اور طنز ومزاح شامل ہیں۔ اس ویب سائٹ سے کتابوں کے مطالعے کے ساتھ ڈاون لوڈ کر کے اپنے پاس محفوظ بھی کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

گداگری - امت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اخبار ہندوستان ٹائمس میں ایک سروے شائع ہوا ہے کہ ہندوستان میں جو لوگ گداگری کا کام کرتے ہیں اور بھیک پر اپنی زندگی گذارتے ہیں، ان میں 25 فیصد تعداد مسلمانوں کی ہے، یعنی ہر چار بھکاری میں سے ایک مسلمان ہوتا ہے، یہ نہایت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ جس اُمت کے پیغمبر نے تعلیم دی ہو کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے، گداگری کے لئے وہ اُمت مشہور ہو جائے، یہ بات بہت کڑوی ہے؛ لیکن سچائی پر مبنی ہے۔

آج کل ہماری مسجدوں، مذہبی مقامات اور دینی اجتماعات کی ایک پہچان گداگروں کا ازدحام اور ایک خاص لَے اور دھن میں ان کی طرف سے سوالیہ کلمات کی تکرار بھی ہے، ان میں بعض کے اندر الحاح کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے اور آپ کے لئے ان کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جانا دشوار ہوتا ہے، بعض کی جرات رندانہ بھی قابل دید ہوتی ہے، اگر آپ نے انھیں بھیک نہیں دی یا بھیک کی مطلوبہ مقدار نہیں دی، تو ان کی خشمگیں نگاہ کو سہے بغیر چارہ نہیں، کچھ ایسے فرزانے بھی ہیں جو آپ کو دو چار صلواتیں سنانے سے بھی نہیں چوکتے، وہ اس طرح سوال کرتے ہیں کہ ناواقف آپ کو ان کا مقروض سمجھ بیٹھے، مذہبی مقامات کے علاوہ سیاحتی مقامات، ریلوے اسٹیشن، بس اسٹینڈ اور ٹریفک سگنل کی جگہیں جہاں گاڑیوں کے رکنے کی نوبت آتی رہتی ہے، اس گروہ کے پسندیدہ اور مستجاب مقامات ہیں، اس لئے یہاں ان کی وافر تعداد نہ صرف یہ کہ آموجود ہوتی ہے؛ بلکہ کمالِ اخلاص اور کمالِ استقامت کے ساتھ صبح کی پَو پھٹنے سے لے کر رات گئے تک اپنے محاذ پر ڈٹی رہتی ہے، پولیس والوں کا محصول اور گاہے ڈنڈوں کے ذریعہ ان کی تنبیہ اور دینے والوں کی ڈانٹ ڈپٹ ان کو نہ ملول خاطر کرتی ہے اور نہ ان کے پائے استقامت میں کوئی تزلزل آنے دیتی ہے، اس لحاظ سے ثابت قدمی میں وہ ایک نمونہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ گداگر بھی انواع واقسام کے ہیں، کچھ صحت مند وتوانا، کچھ واقعی مریض اور زیادہ تر مصنوعی مریض، مریض اور معذور عام طور پر بیکار شمار کئے جاتے ہیں؛ لیکن اس میدان میں وہ نہایت کارآمد اور مفید ہیں؛ اسی لئے بہت سے صحت مند بھکاری نابینا اور معذور فقیروں کا تعاون حاصل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد سے پتھر دلوں کو موم بنانے کا کام انجام دیتے ہیں، ان میں بچے بھی ہیں، جوان بھی اور بوڑھے بھی، مرد بھی ہیں اور خواتین بھی، کم سن لڑکیاں بھی جوان لڑکیاں اور سن رسیدہ عورتیں بھی، گداگری کے اس پیشہ میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں، ایسے گروہ بھی پکڑے گئے ہیں جو دیہاتوں اور دور دراز علاقوں سے بچوں کو پکڑ کر لاتے ہیں اور انھیں کسی قدر معذور بنا کر ان سے گداگری کراتے ہیں، زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ گداگری کے لئے بھی جدید ذرائع کا استعمال شروع ہو گیا ہے؛ چنانچہ بعض فقراء انٹرنیٹ کی مدد سے عالمی سطح پر اپنی رسائی کو وسیع کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گداگروں کا یہ گروہ اس کو ایک آسان اور سہولت بخش ذریعہ معاش تصور کرتا ہے، چند ماہ پہلے اخبارات میں یہ خبر آئی تھی کہ حیدرآباد میں گداگروں کی آمدنی کا اوسط تین تا چار ہزار روپے ماہانہ ہے، خاص خاص مواقع جیسے رمضان المبارک اور عید وغیرہ میں اس میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ اس پیشہ سے دستبردار ہونے کو کسی طور تیار نہیں ہیں، اگر آپ انھیں کام کرنے کو کہیں یا خود اپنے یہاں کام کرنے کی دعوت دیں تو وہ ایسا منھ بنائیں گے کہ گویا آپ نے ان کی بے عزتی کی ہے، غرض وہ اپنے پیشہ پر قانع بھی ہیں اور مطمئن بھی اور انھیں اس پر نہ کوئی حجاب ہے اور نہ عار، اس بات سے مزید دکھ ہوتا ہے کہ ان میں بہت ہی قابل لحاظ تعداد ہمارے مسلمان بھائیوں کی ہے اور جس اُمت کو سب سے بڑھ کر غناء اور استغناء کی تعلیم دی گئی ہے، وہی اس اخلاقی بیماری میں پیش پیش ہے۔

اسلام سے پہلے بعض مذاہب میں مذہبی لوگوں کے لئے کسبِ معاش کی اجازت نہیں تھی اور ان کا گزراوقات اسی طرح ہوتا تھا، کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں اور لوگوں کی نذر و نیاز پر زندگی گزاریں، ہندو بھائیوں کے یہاں برہمن کے حقوق میں یہ بات شامل تھی کہ لوگ اسے دان کیا کریں، بدھشٹوں کے یہاں مذہبی رہنماؤں اور بھگتوؤں کو کسب معاش کی ممانعت ہے اور وہ لوگوں کی دکچھنا پر زندگی گزارا کرتے تھے، عیسائیوں کے یہاں جب رہبانیت اور ترکِ دنیا کے فلسفہ نے قبول عام حاصل کیا تو نہ صرف مذہبی رہنما؛ بلکہ عوام میں بھی زاہد قسم کے لوگوں نے اس بات کو ضروری سمجھا کہ وہ کسبِ معاش چھوڑ دیں اور لوگوں کے دیئے ہوئے پر اپنی زندگی گزاریں؛ لیکن اسلام نے اول روز سے ہی کسبِ معاش کو ضروری قرار دیا، قرآن نے کہا کہ اللہ کی بندگی سے فارغ ہونے کے بعد کسبِ معاش کی کوشش کرنی چاہئے اور مال کو فضل الٰہی سے تعبیر کیا (الجمعہ:۱۰/۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجارت فرمائی، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اکابر صحابہؓ نے تجارت کی، حضرت علیؓ اور بہت سے صحابہؓ نے محنت ومزدوری کر کے اپنی ضروریات پوری کیں اور تلاشِ رزق کی تحسین فرمائی گئی۔

اسلام نے توکل کی تعلیم ضرور دی؛ لیکن لوگوں نے جو بے عملی اور فرائض سے پہلوتہی کو توکل کا نام دے رکھا تھا، اس کی اصلاح بھی فرمائی، اسلام نے بتایا کہ توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب دنیا کو ترک کر دیا جائے؛ بلکہ توکل اسباب کو اختیار کرنے کے بعد نتائج کو اللہ پر چھوڑ دینے کا نام ہے، اس لئے کسبِ معاش توکل کے منافی نہیں، گداگری پیدا ہی اس لئے ہوتی ہے، کہ انسان کسبِ معاش کی تگ ودو سے دل چرانے لگے، اس کے سد باب کے لئے آپ نے ایک طرف کسبِ معاش کی اہمیت کو واضح فرما کر گداگری کے اصل سبب کو ختم کرنا چاہا۔

اور دوسری طرف گداگری کی مذمت فرمائی اور اسے سختی سے منع کیا، ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کچھ سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: تمہارے پاس کیا کچھ سامان ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تو محض ٹاٹ اور پیالہ ہے، آپ نے وہ دونوں چیزیں منگوائیں اور ان کی ڈاک لگائی، ایک صاحب نے ایک درہم قیمت لگائی، دوسرے شخص نے دو درہم، آپ نے اسے دو درہم میں فروخت کر دیا، پھر ایک درہم میں کلہاڑی کا پھل منگایا اور کلہاڑی بنا کر اسے حوالہ کر دیا اور ایک درہم اسے دے کر ارشاد ہوا کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کریں اور کلہاڑی سے لکڑی کاٹ کر لائیں اور فروخت کریں اور ایک ماہ تک پھر کہیں بھیک مانگتے ہوئے نظر نہیں آئیں، ان صاحب نے اس ہدایت پر عمل کیا اور ایک ماہ کے بعد اس حال میں تشریف لائے کہ کئی درہم ان کے پاس موجود تھے اور وہ گداگری کو چھوڑ چکے تھے، (سنن ابی داؤد:۱۴۳، سنن ابن ماجہ:۲۱۹۸، عن انسؓ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ بات کہ تم اپنی پیٹھ پر لکڑی کے گٹھے کاٹ کر لاؤ اور اسے فروخت کرو اس سے بہتر ہے کہ تم لوگوں کے سامنے دستِ سوال پھیلاؤ، وہ چاہیں تو دے دیں، چاہے تو نہیں دیں''۔(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اسعفاف فی المسئلہ، حدیث نمبر: ۴۰۲)

اس طرح کے بعض اور واقعات بھی منقول ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ دو شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور کچھ طلب کیا، آپ نے مشورہ دیا کہ جنگل جاؤ لکڑی کاٹو اور اسے فروخت کرو، انھوں نے ایسا ہی کیا، پہلے لکڑیاں بیچ کر کھانے کی اشیاء خریدیں، پھر سونا خرید کیا، پھر سواری کے لئے گدھے خرید کئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں برکت رکھی ہے۔(مجمع الزوائد:۳/۹۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے سے صحابہ کو اس درجہ منع فرمایا اور اس کی تعلیم دی کہ وہ معمولی چیزیں مانگنے سے بھی احتراز کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کا حال یہ تھا کہ اگر اونٹنی کی لگام نیچے گر جاتی، تو اونٹنی کو بٹھاتے اور خود لگام لیتے، لگام بھی دوسروں سے مانگنے کے روادار نہیں ہوتے، (حوالہ سابق) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا، حضرت ابو ذر غفاریؓ اور حضرت ثوبانؓ دونوں کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عہد لیا کہ کسی سے سوال نہ کریں، یہاں تک کہ اگر کوڑا نیچے گر جائے تو وہ بھی دوسرے سے نہ مانگیں۔(مجمع الزوائد:۳/۹۳)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مستغنی ہونے کے باوجود سوال کرے، وہ اپنے لئے جہنم کی چنگاریوں میں اضافہ کر رہا ہے، دریافت کیا گیا: مستغنی ہونے سے کیا مراد ہے؟'' وَمَا ظَهَرَ غِنًى ''ارشاد ہوا: جس کے پاس رات کا کھانا موجود ہو، (حوالہ سابق) گویا جس شخص کے پاس ایک وقت کا کھانا موجود ہو اس کے لئے دستِ سوال دراز کرنا روا نہیں، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سوال قیامت کے دن صاحبِ سوال کے چہرے پر خراش کی صورت میں ظاہر ہوگا، اب جو چاہے اسے اپنے چہرہ پر باقی رکھے، (حوالہ سابق:۹۶) اور حضرت حبشی بن جنادہؓ کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس نے فقر ومحتاجی کے بغیر سوال کیا، گویا وہ چنگاری کو کھاتا ہے، (حوالہ سابق) حضرت ثوبانؓ کی روایت میں ہے کہ پیسہ رکھنے کے باوجود سوال کرنا قیامت کے دن اس کے چہرے پر عیب کی صورت اختیار کر لے گا''کانت شینا فی وجهه یوم القیامة'' (حوالہ سابق) غور کیجئے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی میں اگر چہرے پر بدنما دھبہ آجائے تو انسان اس کو دور کرنے کے لئے کتنا پریشان ہوتا ہے، آخرت کی دائمی زندگی میں جب اہل جنت خوبصورت ترین شباہت میں ہوں گے، انسان کو اپنے عیب دار اور داغ دار چہرے پر کتنی شرمساری ہوگی، خاص کر ایسی صورت میں کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ رنگ ونور کی اس بستی میں کوئی شخص اتفاقی اور پیدائشی طور پر بدصورت نہیں ہے؛ بلکہ اس کی بدصورتی اس کی بداعمالیوں کا عکس ہے، کتنا عجیب ہے کہ بننے سنورنے والا انسان اس دائمی بدروئی اور بدصورتی کے بارے میں فکرمند نہ ہو!

گداگری، فقر واحتیاج کا نتیجہ نہیں؛ بلکہ اس کا اصل سبب تن آسانی وسہل انگاری اور مفت خوری وبطن پروری کی خو ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ انسان نے حیاء اور غیرت کی چادر کو تار تار کر دیا ہے، اگر انسان میں قوتِ ارادی اور خودداری ہو اور اپنی عزت وآبرو عزیز ہو، تو وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو عفیف وآبرومند رکھنا چاہے اللہ تعالیٰ اسے عفیف رکھتے ہیں اور جو مستغنی رہنا چاہے اللہ تعالیٰ اسے استغنا عطا فرماتے ہیں، (مجمع الزوائد:۳/۹۵، بحوالہ مسند احمد)۔ خودداری کے اسی مزاج کو باقی رکھنے کے لئے اسلام نے زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قائم کیا، کہ لوگ بیت المال میں زکوٰۃ جمع کریں اور بیت المال ضرورت مندوں کا حسبِ ضرورت تعاون کرے، کیوں کہ سرکاری ادارہ سے کوئی مدد حاصل کرنے کی صورت میں انسان کا جذبہ خودداری ختم نہیں ہوتا اور حجاب وحیاء کی کیفیت باقی رہتی ہے، جب انسان ایک دوسرے سے سوال کرنے لگتا ہے تو پہلے زبان کھولے نہیں کھلتی، دل پر پتھر رکھ کر اپنا مطلب پھیلاتا ہے، تو نہ آنکھوں میں خجالت کی کیفیت ہوتی ہے، نہ زبان کو اظہارِ مدعا میں کوئی جھجھک باقی رہتی ہے اور نہ ہاتھ کو لوگوں کے سامنے دراز ہونے میں کوئی عار۔

رسول اللہ کا اسوہ ہمارے سامنے موجود ہے، کہ ایک طرف آپ نے بھیک مانگنے والوں کو دینے سے انکار کر دیا اور دوسری طرف انھیں محنت ومزدوری کر کے اپنی ضروریات پوری کرنے کی ترغیب بھی دی اور اس کی تدبیر بھی فرمائی، اگر ہم اپنی قوم کو اس لعنت سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان میں یہ مزاج پیدا کرنا ہوگا، کہ وہ اپنے گاڑھے پسینے بہا کر کمائیں اور آدھے پیٹ کھائیں؛ لیکن دوسروں کے سامنے سوال کے ہاتھ پھیلا کر بے آبروئی کا راستہ اختیار نہ کریں!!

Scanned with CamScanner

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا

ارشد انجم مدھوبنی

قرآن مجید میں بہت سارے ان انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے جو کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، اسلام کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ماجد نام آزر تھا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی عمر پچہتر سال تھی، اور ایسے گھر اور ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جہاں کفر وشرک بدی وفتنہ انگیزی کی اجارہ داری تھی جہاں بت ہی بت رکھے ہوئے تھے، مشرکین بتوں کی ستاروں کی اور مرتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہوئے تو آپکی شادی حضرت سارہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوئی، لیکن اللہ تبارک وتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عقل سلیم اور دانائی کی دولت سے مالا مال کیا تھا، اپنا خلیل بنایا، اللہ تعالی فرماتے ہیں یقیناً ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دانائی عطا فرمائی، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتدا ہی سے بت پرستی کے خلاف تھے، انکے اور انکی قوم کا سب سے بڑا دیوتا سورج تھا، اللہ کی مخلوقات کی غور وفکر کرنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ایک معبود حقیقی ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ فرمان الہی ہے ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کی سلطنت کا نظارہ کراتے تھے اور مقصد یہ تھا کہ وہ مکمل یقین رکھنے والے میں شامل ہوں، چنانچہ جب ان پر رات چھائی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا اور کہنے لگے یہ میرا رب ہے، جب وہ بھی ڈوب گیا تو انہوں نے کہا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا، پھر جب انہوں نے چاند کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، جب چاند بھی ڈوب گیا تو کہنے لگا یقیناً میرا رب مجھے ہدایت نہ دے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاوں گا، پھر جب سورج کو دیکھا تو کہنے لگا یہی میرا رب ہے، جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اپنے قوم سے کہنے لگے جن جن چیزوں کو تم اللہ کی خدائی میں شریک ٹھراتے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں، میں نے تو پوری طرح یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، حضرت علیہ السلام نے کھل کر بتوں کی مخالفت کی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرنے اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک عبادت گاہ میں گھس کر بڑے بتوں کے علاوہ تمام بتوں کو ٹکرے ٹکرے کر دئے، جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی سورۃ الانبیاء میں آیا ہے، تا کہ وہ لوگ ان کی طرف رجوع کریں، جب نمرود بادشاہ کو پتہ چلا کے بتوں کو توڑ دیا گیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود بادشاہ کا مناظرہ ہوا پھر بادشاہ نمرود نے حکم جاری کیا کہ اسے آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، چنانچہ آگ کا بڑا الاؤ تیار کیا گیا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈال دیا گیا، اللہ تعالی کا حکم صادر ہوا جس کا نقشہ اللہ نے قرآن میں کھینچا ہے: اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا، لیکن اللہ تعالی کے حکم سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بال بھی نہ جلا سکی علامہ اقبال نے کیا ہی نقشہ کھینچا ہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اس قوم کی بد نصیبی کی حد یہ تھی کہ اتنا بڑا معجزہ ہونے کے بعد بھی وہ ایمان نہ لا سکی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقامت کی جانچ پڑتال کا ایک بہت لمبا اور جاں گسل سلسلہ تھا، ایک طرف ساری سوسائیٹی اور مستحکم نظام اور دوسری جانب ایک ایسا نوجوان جس نے عزم و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے ٹکر لی، جب آپ عراق چھوڑ کر ملک شام اور ملک شام سے فلسطین تشریف لے گئے، اور وہاں مستقل قیام فرما کر اسی کو دعوت کا مرکز بنایا، آپ کی ہجرت کے بعد مسافرت ومہاجرت کی طویل داستان ملتی ہے، لیکن فکر تھی تو بس توحید کی اور جب امتحان میں کامیاب ٹھرے تو بشارت ملتی ہے، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سفر حیات امتحان اور آزمائش کا مظہر ہے، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم گروہ انبیاء اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے امتحان کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے ہیں، لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بڑھاپے کے آثار واضح ہونے لگے تو ایک نئی فکر آپ کو دامنگیر ہونے لگی، اولاد کی نعمت سے محرومی محسوس ہونے لگی، اور پریشانی ہوئی کے اس مشن کی باگ دوڑ کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے، آپ علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرمائی، اے پروردگار عالم آپ مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما، حضرت سارہ آپ علیہ السلام کی پہلی بیوی تھی، لیکن حضرت سارہ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی اور اولاد کی چاہت حضرت سارہ کو بھی تھی، چنانچہ حضرت ہاجرہ سے آپ علیہ السلام کی شادی ہوئی، معجزاء خداوندی تھی کی ستاسی برس کی عمر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک حلیم بچے یعنی اسماعیل کی بشارت ہوئی، حضرت ہاجرہ کی بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام سا ایک فرزند عطا کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر سے دور چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہوں، بہر حال جو بھی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماں اور نو مولود بچے کو عرب کے ایک چٹیل میدان میں چھوڑ دیا، حضرت ہاجرہ پریشان حال ہیں اور آپ علیہ السلام واپس جانے کا قصد فرماتے ہیں، حضرت ہاجرہ آپ علیہ السلام کا دامن تھام لیتی ہیں اور فرماتی ہیں، اے ابراہیم مجھے اور میرے بچے کو اس چٹیل میدان میں چھوڑ کے کہاں جا رہے ہیں جہاں نہ کھانے کا کچھ سامان ہے اور نہ پینے کا پانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش رہتے ہیں، آپ بار بار پوچھ رہیں لیکن آپ علیہ السلام کی زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے ہیں، تب حضرت ہاجرہ پوچھتی ہیں کیا یہ حکم خداوندی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام جواب دیتے ہیں، ہاں یہ حکم خداوندی ہے، تب آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن چھوڑ دیتی ہیں، اور بے ساختہ آپکی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں، میرے لئے اللہ تعالی کافی ہے، اور اللہ کے حکم کے مطابق حضرت ہاجرہ اس بے آب و گیاہ وادی میں بسیرا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں، حضرت ہاجرہ نے چند دن کھجوروں اور پانی پی کر گزارہ کیا لیکن ختم ہونے کے بعد دودھ آنا بھی بند ہو گیا، اور بچہ بھی بھوک اور پیاس سے بے قرار ہوا، حضرت ہاجرہ وہاں سے کچھ دور جا بیٹھی تا کہ بچے کی بری حالت آنکھ سے اوجھل رہے، لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام بھوک اور پیاس کی شدت سے زمین پر لیٹے اور تڑپتے رہے، بچوں کا پیار اور ماں کی ممتا نے ہاجرہ کو روک نہ سکی، مادری شفقت اور جوش میں آئی اور زندگی سے جدو جہد کرنا شروع کر دی، اس طرح حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ پر پانی تلاش کرتی پھر بچے کے پاس بھی آتی، جب آخری بار مروہ پر گئیں تو ان کے کانوں میں آواز آئی تو کان لگا کر سنی تو ایسا محسوس ہوا کے پانی ہمیں پکار رہا ہے، حضرت ہاجرہ بولی اگر تم مدد کر سکتے ہو تو سامنے آؤ، دیکھا تو خدا کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، قوی روایت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیڑیا ایڑی رگڑنے سے چشمہ جاری ہوا، اور یہ آپکا بچپن کا معجزہ قرار دیا جاتا ہے، اس طرح حضرت ہاجرہ نے سیر ہو کر خود بھی پانی پیا اور بچے کو بھی پلایا، پھر آپ نے پانی کی چاروں طرف باڑ بنانی شروع کر دی مگر پانی ابلتا رہا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر ام اسماعیل زم زم کو اس طرح نہیں روکتیں اور چاروں طرف باڑ نہ لگاتی تو آج زبردست چشمہ ہوتا فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو تسلی دی کے ان کا رب ضائع نہ کریگا کیوں کہ یہاں بیت اللہ ہے جس کی تعمیر باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام کریں گے، اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مختلف اوقات میں مختلف آزمائشوں اور حالات سے دو چار کیا، آپ ہر امتحان اور ہر آزمائش میں کامیاب ہوئے، جب آگ میں ڈالا گیا اس وقت صبر واستقامت اور تسلیم ورضا کا ثبوت دیا، اس کے بعد اکلوتے دودھ پیتے بچے اور بی بی کو حکم الہی سے فاران میں چھوڑنے کا حکم پورا کیا اور مڑ کر بھی نہیں دیکھا، یہ بھی کڑی آزمائش تھی، ان دونوں کڑے منازل طے کرنے کے بعد تیسرے امتحان کا حکم ملا جو ایک انوکھا اور عظیم الشان واقعہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلسل تین راتیں خواب میں اپنے بیٹے کو جو کتنی دعاؤں کے بعد اس دنیا میں وجود میں آئے جو بوڑھے باپ کا سہارا بننے والے تھے، جس کے کندھوں پر دین کی ذمہ داری دینے والا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا حکم پایا، آپ اس حکم ربی پر آمادہ ہو گئے، لیکن یہ معاملہ صرف آپ کی ذات سے وابستہ نہ تھا بلکہ اس امتحان کا دوسرا جز بیٹا تھا جس کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو حکم الہی سنایا تو پیغمبر بیٹے نے پیغمبر باپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، کیوں نہ کرتا وہ بچہ جس نے خلیل اللہ کی گود میں پرورش پائی اور ہاجرہ کا دودھ پیا، جسے اول روز سے ہی درس دیا جاتا رہا اگر رضائے الہی کے خاطر جان بھی دینی پڑے تو دریغ مت کرنا، بردبار بیٹا بھی باپ کی طرح نکلا اور ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے آپ اسے ضرور پورا کیجئے بے شک آپ مجھے صبر کرنے والے میں پائیں گے،

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

پھر وہ ان کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا تو روایات کے مطابق شیطان نے حضرت ہاجرہ کو گھر میں تین مرتبہ اور راستے میں باپ بیٹے کو بہکانے کی جدو جہد کی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر بار سات کنکویاں مار کر بھگا دیا اور شیطان کی کوشش بے فائدہ ثابت ہوئی، اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کو مناسک حج میں داخل فرما لیا جو ہر سال لاکھوں حجاج کرام منی کے تینوں جمرات پر کنکڑیاں مارتے ہیں، بالآخر دونوں باپ بیٹا نے عظیم بے مثل قربانی دینے کے لئے منیٰ کی قربان گاہ میں پہنچے، باپ نے بیٹے کی مرضی پا کر پیشانی کے بل لٹا دیا، تیز چھری گردن پر چلانا شروع کی۔

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بیچارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ،

لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گردن پر چھری نہیں چلی، غیب سے آواز آئی کے اے ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم نیکوں کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، یہ ایک کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا،

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تاریخ کا یہی وہ عظیم واقعہ ہے کہ جس کی وجہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ کہا گیا ہے، اور یوں منزل عشق میں کامیاب ہونے والوں کے لئے جریدہ عالم پر حیات دوام کے نفس ثبت کر دئے گئے، لہذا قربانی کی یہ رسم عاشقی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عملی یادگار ہے جو ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی، دنیا بھر کے مسلمان ہر سال سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں اور اپنے خلوص نیت اور عبدیت کاملہ کا ثبوت پیش کرتے ہیں، لہذا 10 ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے کہ جب پوری امت مسلمہ اس عظیم واقعے کی یادگار میں، عید الاضحیٰ مناتی ہے، اور سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اس اداء سنت اور رسم عاشقی کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ہر ذی شعور و صاحب ادراک اس بات سے ضرور اتفاق کرے گا کہ قوموں کی صلاح وفساد میں تعلیم وخواندگی کا بڑا دخل ہے، تعلیم ہی انسان کو انسان بناتی ہے اور زیورِ تہذیب وتمدن سے آراستہ کرتی ہے، جو قومیں تعلیم میں پیچھے رہ جاتی ہیں وہ اقوام عالم میں اپنا مقام نہیں بنا پاتیں۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلم اور عرب علماء نے سائنس اور طب کے میدانوں میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جسے آج بھی مغربی دنیا اپنی ارتقائی کوششوں کے باوجود فراموش نہیں کر سکی اور نہ آئندہ کر سکتی ہے۔

ابن سینا کی طبی تصنیف قانون جسے انگریزی میں کینن لکھا جاتا ہے، آج بھی میڈیکل لائبریریوں کی ریفرنس سیکشن میں شامل ہوتی ہے، اسی طرح بیسیوں مثالیں ہیں کہ ہمارے اجداد نے علم وحکمت سے سرخروئی پائی اور ہماری نئی نسل تن آسانی کا شکار، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کو علم کے حصول کا ذریعے سمجھنے لگی، گوگل کو بطور حوالہ بیان کیا جانے لگا، کتابوں سے دوری نے نئی نسل کو زیور تعلیم سے دور کر دیا۔ یہ بھی تعلیم کے فقدان کا نتیجہ ہے جب ہمارے جوان فکری سرمایہ سے خالی ہوں گے تو گمراہ کن افکار کی یلغار ان کے قلوب واذہان کو تباہ و برباد کر دے گی، اس کے نتیجے میں جو کچھ ہو رہا ہے چشم عالم سے پوشیدہ نہیں۔

آج مغرب کی ترقی کا راز صرف تعلیم کو اہمیت دنیا اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔ اسی تعلیم کے بل پر انہوں نے پوری دنیا کو فتح کیا ہے، مغرب کی کامیابی اور مشرق کے زوال کی وجہ بھی تعلیم کا نہ ہونا ہے۔ دنیا کے وہ ملک جن کی معیشت تباہ ہو چکی ہے، ان کا دفاعی بجٹ تو اربوں روپے کا ہے، مگر تعلیم بجٹ نہ ہونے کے برابر ہے، یہی ان کی تباہی کا باعث ہے۔

عالمی یوم خواندگی:

8 ستمبر کا دن ہر سال یوم خواندگی کے طور پر منایا جاتا ہے، International Literacy Day 17 نومبر 1965ء کو یونیسکو میں ایک قرارداد کے تحت منظور کیا گیا، سب سے پہلے اقوام متحدہ (UNO) کے ذیلی ادارے یونیسکو نے 1965ء میں اس کو منانے کا فیصلہ کیا تھا؛ لیکن کسی سبب سے پہلا یوم خواندگی یونیسکو کی زیر نگرانی 1966 میں منایا گیا۔ اس کے بعد ہر سال یہ دن عالمی سطح پر منایا جانے لگا۔ وطن عزیز میں بھی یہ دن جوش وخروش سے منایا جاتا ہے، اس دن کو منانے کا مقصد افراد، برادریوں اور سماجوں میں خواندگی کی اہمیت پر زور دینا اور جہالت کی تاریکیوں کا قلع قمع کرنا ہے۔ بین الاقوامی یوم خواندگی پر ہر سال یونیسکو، بین الاقوامی سماج کو خواندگی کے موقف اور تعلیم بالغان کے بارے میں یاد دلاتا ہے۔ یہ تقاریب دنیا بھر میں اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی جانب سے منائی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ تعلیم ہی سے تعمیر سیرت، تعمیر ملت اور ماہرین کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں نے بھی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور افادیت کو جانا اور اپنی نسل نو کو علم کی شمع سے روشن اور منور کیا وہ قومیں ترقی کے زینے طے کرتی ہوئی عروج تک پہنچ گئیں؛ جن میں امریکہ، برطانیہ، چین، فرانس، جاپان، جرمنی، اور دوسرے ممالک شامل ہیں اور جن قوموں نے تعلیم پر توجہ نہیں دی، وہ قومیں تاریکی کی راہ پر چلتے ہوئے انتشار کا شکار ہو گئیں۔ جیسے صومالیہ، نائیجیریا اور ایتھوپیا، وغیرہ۔ یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہندوستان میں ناخواندہ افراد کی ایک بڑی تعداد ہے اور اسی ناخواندگی نے ہمارے جمہوری نظام کو درہم برہم اور سماجی سطح کو کمزور کر رکھا ہے۔

دورِ حاضر میں دیگر شعبوں کی طرح مسلمانوں میں تعلیمی پسماندگی کا گراف بھی تشویش ناک حد تک قابل فکر ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق بہ حیثیتِ مجموعی مسلمان ہندوستان میں نہایت پسماندہ ہیں، نہ تو معاشی طور پر مضبوط ہیں اور نہ ہی سماجی طور پر، دیگر قوموں کے مقابلہ میں بلند معیار ہیں، رہا مسئلہ تعلیم کا تو تعلیم کے علمبردار ہونے کے باوجود مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی حد درجہ تشویش ناک ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں عموماً یہ تصور عام رہا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو زیادہ تر مذہبی تعلیم ہی دلواتے ہیں؛ لیکن سچر کمیٹی نے اس حقیقت کو بھی واشگاف کیا کہ مسلمانوں کے صرف چار فی صد بچے ہی دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار صرف عام لوگوں کے لیے ہی نہیں؛ بلکہ خود مسلمانوں کے لیے بھی کسی المیہ سے کم نہیں کہ ہندوستان میں صرف چار فی صد مسلم بچے دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں جب کہ آبادی کے تناسب سے یہ اعداد و شمار کم از کم 50 فی صد تو ہونی چاہئے تھی۔ لیکن مسلمان عصری تعلیم تو کجا، دینی تعلیم میں بھی پسماندگی کا شکار ہیں۔

سچر کمیٹی کی رپورٹ میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کے اجزا کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ہم پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہندوستان کی مجموعی آبادی کے لحاظ سے عصری درسگاہوں، اسکولس، کالجز اور یونی ورسٹیز میں ہماری تعداد انگلیوں پر گنے جانے کے لائق ہے۔ ہندوستان کی مجموعی شرح خواندگی حالیہ مردم شماری کے مطابق 65 فی صد ہے۔ مسلمانوں میں یہ شرح 59 فی صد ہے جب کہ ہندو 65 فی صد، عیسائی 80 فی صد، سکھ 69 فی صد، بدھ 72 فی صد اور جین 94 فی صد کے ساتھ تعلیمی میدان میں سب سے آگے ہیں۔ مسلمانوں میں مردوں کی شرح خواندگی 68 فی صد اور عورتوں کی شرح خواندگی 50 فی صد ہے، جو کہ متذکرہ بالا شمار کرائے گئے دیگر مذاہب کی شرح خواندگی سے بہت ہی کم ہے۔

مستند ذرائع کے مطابق اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں مسلم طلبہ کے اندراج کی شرح، قومی شرح 6.23 فیصد، سے بہت کم ہے 2000 سے 2010 کے ختم تک اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں مسلم طلبہ کے ناموں کے اندراج کا فیصد 2.5 سے بڑھ کر 8.13 فیصد ہوا۔ اس کے برعکس دیگر پسماندہ طبقات کا تناسب 1.22 فیصد درج فہرست ذاتوں کا 5.18 فیصد رہا۔ اعلیٰ تعلیم کے کورسیس سے متعلق کل ہند سطح پر کئے گئے سروے 2014-15 کے مطابق ہندوستان کی آبادی میں مسلمان 14 فیصد ہیں؛ لیکن اس قدر کثیر آبادی کے حامل ہونے کے باوجود اعلیٰ تعلیمی اداروں میں صرف 4.4 فیصد مسلم طلبہ نے اپنے نام درج کروائے ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی حالت پچھلے 50 برسوں میں مزید ابتر ہوئی ہے۔

یہ غور وفکر کا مقام ہے کہ جس مقدس دین کی بنیاد ہی تعلیم وتعلم پر ہے اور جس کے مقدس پیغمبر معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور اُن پر نازل شدہ قرآن کریم کی بے شمار آیات تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرے، آخر کیوں اُسی مذہب کے ماننے والے تعلیم کے میدان میں افسوسناک حد تک دیگر مذاہب سے اس قدر پیچھے ہیں؟؟؟

جو پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا:

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ لکھتے ہیں: عرب کے ایک خشک علاقہ میں ایک پہاڑ پر جو نہ بلند تھا اور نہ سرسبز، تقریباً چودہ سو سال پہلے ایک واقعہ پیش آیا تھا اور جس نے تاریخ انسانی ہی نہیں بلکہ تقدیر انسانی پر ایسا گہرا اور لازوال اثر ڈالا ہے جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، اور جس کا اس لوح وقلم سے خاص تعلق ہے جس پر علم وتہذیب اور تحقیق وتصنیف کی اساس ہے اور جس کے بغیر نہ یہ عظیم دانش گاہیں وجود میں آتیں اور نہ یہ وسیع کتب خانے جس سے دنیا کی زینت اور زندگی کی قدر و قیمت ہے، میری مراد پہلی وحی کے واقعہ سے ہے، جو 6 راگست 610ء کے لگ بھگ نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کے قریب غار حرا میں نازل ہوئی، اس کے الفاظ یہ تھے:

’’(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور تمہارا پروردگار کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔‘‘

خالق کائنات نے اپنی وحی کی اس پہلی قسط اور بارانِ رحمت کے اس پہلے چھینٹے میں بھی اس حقیقت کے اعلان کو موخر اور ملتوی نہیں فرمایا کہ علم کی قسمت قلم سے وابستہ ہے، غار حرا کی اس تنہائی میں جہاں ایک نبی اُمی اللہ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے پیغام لینے گیا تھا اور جس کا یہ حال تھا کہ اس نے قلم کو حرکت دینا خود بھی نہیں سیکھا تھا جو قلم کے فن سے یکسر واقف نہ تھا، کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر کہیں مل سکتی ہے؟ اور اس بلندی کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ اس نبی امّی پر ایک اُمت امّی اور ایک ناخواندہ ملک کے درمیان (جہاں جامعات اور دانش گاہیں تو بڑی چیز ہیں، حرف شناسی بھی عام نہ تھی) پہلی بار وحی نازل ہوتی ہے اور آسمان وزمین کا رابطہ صدیوں کے بعد قائم ہوتا ہے، تو اس کی ابتداء ہوتی ہے اقرأ سے، اس کی ابتدا اُعبد سے نہیں، اس کی ابتدا صَلِّ سے نہیں بلکہ اس کی ابتداء ہوتی ہے اقرأ سے۔

جو خود پڑھا ہوا نہیں تھا، اس پر وحی نازل ہوتی ہے، اس میں اس کو خطاب کیا جاتا ہے کہ پڑھو یہ اشارہ تھا اس طرف کہ آپ کو جو اُمت دی جانے والی ہے وہ اُمت صرف طالب علم ہی نہ ہوگی بلکہ معلّمِ عالم اور علم آموز ہوگی، وہ علم کی اس دنیا میں اشاعت کرنے والی ہوگی، جو دور آپ کے حصہ میں آیا ہے وہ دور امیت کا دور نہیں ہوگا، وہ دور وحشت کا دور نہیں ہوگا، وہ دور جہالت کا دور نہیں ہوگا، وہ دور علم دشمنی کا دور نہیں ہوگا، وہ دور علم کا دور ہوگا، عقل کا دور ہوگا، حکمت کا دور ہوگا، تعمیر کا دور ہوگا، انسان دوستی کا دور ہوگا، وہ دور ترقی کا دور ہوگا۔

مولانا علی میاںؒ کے یہ معنی خیز اور فکر ودرد سے لبریز الفاظ ہمیں میدان علم وعمل کے میدان میں آگے بڑھنے اور حالیہ ابتر صورت حال پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اپنا شاندار و بے مثال ماضی رکھنے والی حق پرست قوم اگر تعلیم کے سلسلہ میں اس درجہ بے روی کا شکار ہوگی تو دیگر اقوام کی طرح نشان عبرت وموعظت بن جائے گی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۴۴۲/۵۷۹/۶۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون روہتاس)

رقیہ بانو بنت محمد یوسف انصاری مقام کیتاں ڈاکخانہ جے گوبند نگر ضلع اورنگ آباد۔ فریق اول

بنام

ثمیر انصاری ولد شمس الدین مقام کسمی ڈاکخانہ پوتھو ضلع اورنگ آباد۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون ضلع رہتاس میں عرصہ چھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵/محرم الحرام ۴۳ مطابق ۱۴/اگست ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

جامن کے بے شمار فائدے

حکیم قاضی ایم اے خالد

جامن کے بیشمار طبی فوائد ہیں یہ کئی امراض کے علاج میں کارآمد ثابت ہوا ہے۔مرض ذیابیطس میں لبلبے کے بگڑنے سے خون میں شکر کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور پیشاب میں بھی خارج ہونے لگتی ہے اس مرض سے پورے جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ذیابیطس کا غذائی پرہیز ہی واحد علاج ہے۔جامن ذیابیطس کنٹرول کرنے میں انتہائی مفید ہے۔اس میں شامل گلوکوسائڈ' نشاستے کو گلوکوز میں تبدیل ہونے سے روکتا ہے۔بیسویں صدی میں بہت عرصہ تک ایلوپیتھک طریقہ علاج میں بھی شوگر کنٹرول کرنے کیلئے جامن کا فلوئڈ ایکسٹریکٹ استعمال ہوتا رہا ہے۔آم میں شکر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ذیابیطس کے مریضوں میں آم کا استعمال شوگر بڑھنے کا باعث بنتا ہے لیکن کبھی کبھار آم کھانے کے بعد جامن کھانے سے شوگر لیول اعتدال پر رکھا جا سکتا ہے نیز اس سے آم کی حدت بھی معتدل ہو جاتی ہے۔متعدد ممالک میں ذیابیطس کے مریضوں کو جامن اور آم کا رس مساوی وزن ملا کر پلانے کا رواج ہے۔یہ مشروب ایک عمدہ غذا بھی ہے۔اس کے استعمال سے پیاس کی شدت بھی کم ہو جاتی ہے۔شوگر کے مرض میں جامن کا سرکہ بھی موثر ہے بشرطیکہ وہ قدیم قدرتی طریقے کے مطابق جامن سے تیار شدہ ہو سنتھیٹک (تیزابی یا مصنوعی) نہ ہو۔علاوہ ازیں موسم برسات میں اسہال' گیسٹر و اور دیگر پیٹ کے امراض کیلئے بھی جامن کا سرکہ فائدہ مند ہے جو صدیوں سے مستعمل ہے۔لو لگنے کی صورت میں جامن کھانے سے لو کے اثرات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔جامن کے استعمال سے خون کا گاڑھا پن اور تیزابیت ختم ہو جاتی ہے۔پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رہنے کیلئے جامن نہایت مفید ہے۔چہرے کے داغ' دھبے' چھائیاں' جامن یا جامن کے شربت کے مسلسل استعمال کرنے سے دور ہو جاتے ہیں اور چہرے کی رنگت نکھر آتی ہے۔چہرے کی شادابی اور داغ' دھبے' چھائیاں دور کرنے کیلئے جامن کا بیرونی استعمال بھی کیا جاتا ہے اس مقصد کیلئے جامن کی گٹھلیوں کو پانی میں رگڑ کر اس کا پیسٹ بنائیں اور چہرے پر اس کا لیپ کریں۔جگر اور تلی کے ورم میں اچھے اثرات کا حامل ہے۔بھوک کی کمی کی صورت میں جامن کا گودا نکال کر نمک سیاہ' زیرہ سیاہ اور تھوڑی سی شکر شامل کر کے شربت بنا لیں۔چند روز استعمال کرنے سے بدہضمی اور بھوک کی کمی دور ہو جائے گی۔

جامن کے ایسے بے شمار فوائد ہیں جن سے آپ آسانی سے اپنے روزمرہ مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔1 جامن معدہ، آنتوں کی جلن، خراش اور کمزوری دور کرنے والی بے مثل غذا ہے۔2 جامن اسٹارچ کو انرجی میں تبدیل کر کے بلڈ شوگر کی سطح کو نارمل رکھنے میں مدد کرتا ہے۔شوگر کے مریضوں کو روزانہ جامن کھانا چاہئے۔3 بھوک بڑھاتا ہے اور صفراء کا زور توڑ کر معدہ کو طاقت دیتا ہے اور کھانے کو ہضم کرتا ہے۔4 جامن میں پیاس کی شدت اور خون کی گرمی کم کرنے کی قدرتی تاثیر ہے۔5 ذیابیطس کے مریضوں کے لئے جامن کا استعمال انتہائی مفید ہے یہ خون میں شکر کی مقدار کو بڑھنے نہیں دیتا۔6 بڑھی ہوئی تلی کو کم کرنے اور جگر کی صحت کیلئے بہت فائدہ مند ہے نیا خون پیدا کرتا ہے۔7 گرمی سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے لیکن جامن کھانے کے بعد پانی نہ پئیں۔8 پیشاب کی زیادتی کو کم کرتا ہے مثانہ کی کمزوری دور کرتا ہے۔9 دانتوں کی صحت کیلئے بھی مفید پھل ہے۔10 جامن کی گھٹلیاں سکھا کر پیس کر رکھ لیں اور روزانہ تیس ماشہ پانی سے کھا لیں ذیابیطس کا خاتمہ ہو جائے گا۔11 کمر اور پیروں کے درد سے نجات کے لئے جامن گھٹلی سمیت پیسٹ بنا کر کھائیں۔12 گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔13 بڑھی ہوئی تلی کیلئے خالی جامن، جامن کا سرکہ یا جامن کا شربت بنا کر پینا بہت مفید ہے۔14 جامن کی چھال کا جوشاندہ اسہال اور پیچش میں فائدہ دیتا ہے۔15 جامن کی چھال کو پانی میں پکا کر غرارے اور کلیاں کرنے سے پھولے ہوئے مسوڑھوں اور گلے آنے کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔16 جن کا معدہ کمزور ہو ان کے لئے جامن اور جامن کا سرکہ بہترین دوا کا کام کرتے ہیں۔17 آنکھوں سے پانی نکلتا ہو یا موتیا آ رہا ہو تو جامن کی گھٹلی سکھا کر باریک پیس لیں اور صبح و شام تین تین ماشہ سادہ پانی کے ساتھ لیں۔18 جن لوگوں کو رات میں برے خواب آتے ہوں ان کو جامن کی گھٹلی کا پاؤڈر صبح و شام کھانا چاہئے۔19 بیٹھے ہوئے گلے اور آواز کیلئے جامن کی گھٹلیوں کو پیس کر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا کر رکھ لیں اور شہد لگا کر چوس لیں۔-20 کیسے بھی دستوں میں جامن کے درخت کے ڈھائی پتے جو نہ زیادہ سخت ہوں نہ زیادہ نرم پیس کر تھوڑا سا نمک ملا کر اسکی گولیاں بنا لیں اور ایک گولی صبح و شام لینے سے دست فوراً رک جائیں گے۔

21 جامن کے پتے السر میں مفید ہیں۔22 جامن کا جوس مدافعتی نظام کو فروغ دیتا ہے۔23 انیمیا کے شکار افراد جامن ضرور کھائیں۔24 سو گرام جامن میں 55 ملی گرام پوٹاشیم ہوتا ہے جو دل کے مریضوں کے لئے اچھا ہے۔25 جامن کے روزانہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اور اسٹروک کے خطرے سے بچا جا سکتا ہے۔26 جامن میں موجود وٹامن سی جلد کے لئے بہترین ہے۔27 ایکنی کے لئے روزانہ رات کو جامن کی گھٹلی پیس کر دودھ میں ملا کر لگانے سے ایکنی ختم ہو جاتی ہے۔28 داغ دھبوں سے نجات کے لئے جامن کی گھٹلی کا پاؤڈر، لیموں کا رس، بیسن، بادام کا تیل اور عرق گلاب چند قطرے ملا کر چہرے پر لگائیں جب سوکھ جائے تو دھو لیں۔29 آئلی اسکن کیلئے جامن کا پلپ، جو کا آٹا، آملہ کا رس، اور عرق گلاب ملا کر فیس ماسک کے طور پر استعمال کریں جب سوکھ جائے تو دھو لیں۔30 جامن کا مزاج خشک سرد ہے گرم مزاج رکھنے والوں کے لئے مفید ہے۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

جناب محمد اظہار عالم ایک ایماندار افسر اور ملت کا درد رکھنے والے انسان تھے: نائب امیر شریعت

پنجاب کے سابق ڈی جی پی اور پنجاب وقف بورڈ کے چیرمین جناب محمد اظہار عالم صاحب مورخہ ۶/جولائی ۲۰۲۱ء روز منگل کو مختصر علالت کے بعد موہالی کے ایک اسپتال میں رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی عمر بہتر سال تھی۔وہ بہار کے شیوہر ضلع کے رہنے والے تھے۔انہوں نے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے تعلیم حاصل کی تھی، وہ ایک فعال اور متحرک طالب علم تھے طالب علمی کے زمانے سے ہی آپ کے اندر اعلیٰ درجہ کی انتظامی صلاحیت تھی، وہ آل بہار مدرسہ اسٹوڈنٹ یونین کے بانیوں میں سے تھے۔

آپ کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے کہا کہ جناب اظہار عالم صاحب اعلیٰ درجہ کے منتظم، ایماندار افسر اور ملت کا درد رکھنے والے انسان تھے۔اپنی انتظامی سروس کے دوران اپنی ذمہ داریوں کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ حکومت کو بھی آپ کی صلاحیتوں کا معترف ہونا پڑا، حکومت نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں پدم شری کے اعزاز سے نوازا اور رٹائرمنٹ کے بعد آپ کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے پنجاب وقف بورڈ کا چیرمین مقرر کیا۔وقف بورڈ کا چیرمین رہتے ہوئے آپ نے وقف کی املاک کے تحفظ کے لیے کئی اہم اقدامات کیے، ایسے قابل اور ایماندار افسر کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا یقیناً بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ جناب اظہار عالم صاحب نے پولیس کی سروس میں رہتے ہوئے بھی ملت کی خدمت کو مقدم رکھا، اپنی ڈیوٹی ایمانداری کے ساتھ انجام دی اور قوم کے کام بھی آتے رہے، آپ نے پنجاب کے ڈی جی پی اور پنجاب وقف بورڈ کے چیرمین کی حیثیت سے بہت سے قابل قدر کام انجام دیے خاص طور پر وقف کے املاک کا تحفظ اور ویران پڑی ہوئی مساجد کو آباد کرنے کے لیے آپ کے ذریعہ کی گئی کوششیں قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔آپ اپنی بہتر خدمات کی وجہ سے جہاں عوام میں مقبول تھے وہیں دوسری جانب حکومت کے نزدیک بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔حکومت نے ان کی قابل قدر خدمات کے لیے انہیں پدم شری کے خطاب سے نوازا، ایسے قابل، ملت کے بہی خواہ اور ایماندار افسر کا انتقال یقیناً ملت کا بڑا نقصان ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران و کارکنان نے بھی ان کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی۔

مودی وزارت میں ردوبدل، ۴۳ نئے چہرے

نریندر مودی حکومت کی دوسری میعاد کے پہلے ردوبدل میں 43 نئے وزرا نے حلف لیا۔43 نئے چہروں کی شمولیت سے قبل 11 وزرا مستعفی ہو گئے۔اتر پردیش، مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک اور بہار کو مرکزی مجلس وزرا میں زیادہ نمائندگی دی گئی ہے۔مہاراشٹرا سے نارائن رانے اور مدھیہ پردیش سے جیوتر آدتیہ سندھیا کو لیا گیا ہے۔رام ولاس پاسوان کے بھائی پشو پتی کمار پارس کو بہار سے نمائندگی دی گئی ہے۔اتر پردیش میں آئندہ سال اسمبلی الیکشن ہونے والا ہے۔اس ریاست سے پنکج چودھری کے علاوہ اپنا دَل کی انوپریہ پٹیل کو جگہ دی گئی ہے۔پی ٹی آئی کے بموجب وزیر صحت ہرش وردھن، وزیر تعلیم رمیش پوکھریال نشنک اور وزیر فرٹیلائزر ڈی وی سدانند گوڑا اُن کئی مرکزی وزرا میں شامل ہیں جو کابینہ میں ردوبدل سے قبل مستعفی ہو گئے۔وزیر لیبر سنتوش گنگوار، مملکتی وزیر تعلیم سنجے دھوترے، مملکتی وزیر بہبودی خواتین دیباشری چودھری، مملکتی وزیر جل شکتی رتن لال کٹاریہ اور مملکتی وزیر ماحولیات بابل سپریو نے بھی استعفیٰ دے دیا۔وزیر سماجی انصاف تھاور چند گہلوت کل مستعفی ہوئے تھے۔انہیں کرناٹک کا گورنر بنا دیا گیا۔صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے 12 مرکزی وزرا بشمول روی شنکر پرساد، پرکاش جاوڈیکر اور ہرش وردھن کے استعفے قبول کر لئے۔سرکاری بیان میں یہ بات بتائی گئی۔6 کابینی وزرا، ایک مملکتی وزیر (آزادانہ چارج) اور 5 مملکتی وزرا مستعفی ہوئے ہیں۔30 مئی 2019 کو مودی کی کابینہ میں 57 وزراء بنائے گئے، جن میں 24 کابینہ، 9 آزاد چارج اور 24 وزیر مملکت شامل تھے لیکن شیوسینا اور شرومنی اکالی دل (ایس اے ڈی) کے قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد مسٹر اروند ساونت اور مسز ہرسمرت کور بادل نے استعفیٰ دے دیا تھا۔اس کے ساتھ ہی لوک جن شکتی پارٹی کے رہنما رام ولاس پاسوان کی موت کی وجہ سے کابینہ کے وزرا کی تعداد 21 رہ گئی تھی۔کووڈ کی وجہ سے پچھلے سال وزیر مملکت برائے ریلوے سریش انگڑی کی موت کی وجہ سے مجموعی طور سے 53 وزراء رہ گئے تھے۔

بہار میں پنچایت انتخابات ماہ اگست میں

بہار میں پنچایتی انتخابات کرونا وائرس کے بڑھتے کیسز کی وجہ سے ملتوی کر دیئے گئے تھے، لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے انتخابات کرانے کے لئے ہری جھنڈی دکھا دی ہے۔ذرائع سے موصول خبر کے مطابق یہ انتخابات اگست کے آخری ہفتے سے ستمبر اکتوبر میں ہو سکتے ہیں، ایسی اطلاعات بھی سامنے آ رہی ہیں کہ الیکشن کمیشن نے ان انتخابات کو 10 مرحلوں میں کروانے کا عندیہ دیا ہے۔ادھر الیکشن کمیشن نے الیکشن سے متعلق تیاریوں کا آغاز کر دیا ہے۔معلومات کے مطابق ریاستی الیکشن کمیشن نے مختلف اضلاع میں سیلاب کی صورتحال کے بارے میں ریاستی آفات سے نمٹنے کے محکمہ سے تفصیلی رپورٹ طلب کی ہے۔بتایا جا رہا ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں انتخابات کے لئے حکمت عملی تیار کی جا رہی ہے۔ادھر ریاستی الیکشن کمیشن نے انتخابات کے لئے ای وی ایم کی نقل و حرکت کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا ہے۔انتخابی شیڈول اس طرح تیار کیا جا رہا ہے کہ ای وی ایم کا ایک سیٹ پانچ مرحلوں میں استعمال کیا جا سکے۔ووٹنگ کے اگلے مرحلے میں ای وی ایم کے ایک سیٹ کے استعمال کے درمیان تقریباً 13-15 دن کا وقت دیا جائے گا۔ریاست میں پنچایتی انتخابات کے لئے لگ بھگ ایک لاکھ 14 ہزار بوتھ پر ووٹ ڈالے جائیں گے۔

Volume:61/71,Issue:28 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

یہاں تو سر سے پہلے دل کا سودا شرط ہے یارو
کوئی آساں ہے کیا، سرمد و منصور ہوجانا
(مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

عوام، حکومت پر انحصار کرنا چھوڑ دے

پی چدمبرم

ہندوستانی عوام یا کم ازکم عوام کی اکثریت اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے کہ کووڈ۔19 کے خلاف جنگ میں اپنے خاندانوں اور دوست احباب کی زندگیوں کے تحفظ کیلئے صرف اور صرف خود پر بھروسہ یا انحصار کرنا چاہئے، کیونکہ ریاست بالخصوص مرکزی حکومت اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرچکی ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریاں بہتر طور پر نبھانے میں ناکام رہی۔ یہ اور بات ہے کہ چند ایک ریاستی حکومتیں ایسی ہیں جنہیں اب بھی عوام کا اعتماد حاصل ہے۔ ایسی ریاستوں میں کیرالا اور اڈیشہ شامل ہیں۔ جبکہ تاملناڈو اور پڈوچیری میں جہاں حکومتیں تبدیل ہوئی ہیں، ایسے میں ان دونوں حکومتوں کے بارے میں ابھی کسی نتیجہ یا فیصلے پر پہنچا نہیں جاسکتا۔ آج حالات اس قدر بدتر ہوچکے ہیں کہ کوئی بھی پارٹی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار نہیں کرسکتی۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری حکمراں جماعت ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرنے کی جان توڑ کوشش کررہی ہے۔ بعض ریاستی حکومتوں نے لاکھ رکاوٹوں کے باوجود اچھی کوششیں کیں۔ کچھ ریاستیں بار بار غلطیوں کا ارتکاب کررہی ہیں اور ان ریاستوں میں حقائق کو دفن کرکے قیاس آرائیوں اور زبانی دعوؤں پر تکیہ کئے ہوئے ہیں۔ یہ تو حکومتوں کا حال ہے، لیکن متاثر اگر کوئی ہے تو وہ عوام ہے۔

یہ ایسا وقت ہے جہاں کووڈ۔ 19 کے مسئلہ کو یہ کہتے ہوئے یا دلائل پیش کرتے ہوئے حل نہیں کیا جاسکتا کہ اس ابتر صورتحال کیلئے کون ذمہ دار ہے۔ ویسے بھی یہ دور وجوہات یا مسئلہ کی جڑ تک پہنچنے کا نہیں بلکہ سیاست کا ہے اور ہر مسئلہ کو سیاسی رنگ دیا جارہا ہے۔ آج میں آپ کے سامنے ایسے سوالات اور نکات پیش کررہا ہوں جس کا جواب ہمارے ملک کے ہر فرد کو دینا چاہئے۔ مثال کے طور پر کئی ایک ٹارگٹ گروپ یا چنندہ گروپ ہے۔ یہ ایسے گروپ ہوتے ہیں جس پر ہم یا حکومت تمام تر توجہ مرکوز کرتی ہے اور جہاں ٹارگٹ گروپ ہوتا ہے وہاں طلب بھی ہوتی ہے۔ ٹارگٹ گروپ کی تعداد کے لحاظ سے طلب کا تعین کیا جاتا ہے، لیکن کورونا وائرس کی وباء کے معاملے میں یہ نہیں کیا گیا۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ ویکسین کی جو خوراک ہے، ان کی درکار تعداد کیا ہوگی، یعنی ہماری حکومت نے طلب پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اگر ہم طلب پر توجہ دیتے تو موجودہ بحران پیدا نہیں ہوتا۔ ہم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ ہندوستان میں ٹیکے تیار کرنے والی دو کمپنی سیرم انسٹیٹیوٹ آف انڈیا اور بھارت بائیوٹیک کی گنجائش کیا ہے، اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں کمپنیوں کی گنجائش کے بارے میں حکومت کو معلوم ہونا چاہئے۔ جہاں تک گنجائش اور اہم حقائق کا جائزہ لینا کا سوال ہے، اس کیلئے فیکٹری کا معائنہ اور وقفہ وقفہ سے آڈٹ بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، لیکن ہمارے لئے مشکل ہے کہ ہم نے کوئی فیکٹری معائنہ کیا اور نہ ہی وقفہ وقفہ سے آڈٹ کی۔

ٹیکوں کے بغیر ٹیکہ اندازی

11 جنوری 2021ء کو حکومت نے سیرم انسٹیٹیوٹ آف انڈیا اور بھارت بائیوٹیک کو ویکسین کیلئے آرڈر دیا اور ان دونوں کمپنیوں نے جو پراڈکٹ تیار کیا تھا اور جس کا اسٹاک ان کے ہاں موجود تھا، اس کے ذریعہ ابتدائی طور پر سربراہی انجام دی اور ان سب کیلئے ان لوگوں نے خطرہ مول لیا۔ ان دونوں کمپنیوں کے پاس پروڈکشن بڑھانے کیلئے وقت نہیں رہا۔ ویسے بھی ان دونوں کمپنیوں کو ٹیکوں کی گنجائش بڑھانے کیلئے فنڈنگ کی ضرورت تھی۔ خاص طور پر سیرم انسٹیٹیوٹ آف انڈیا کیلئے فنڈس کی فراہمی بہت ضروری ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کی تاریخ تک ٹیکوں کی گنجائش بڑھانے کیلئے مالی اعانت منظور نہیں کی گئی۔ 19 اپریل 2021ء کو سپلائی اڈوانسیس کا اعلان کیا گیا، لیکن سپلائی کیلئے پیشگی رقم کی ادائیگی سے گریز کیا گیا۔ یہاں تک کہ رقومات کی منظوری یا پھر گنجائش بڑھانے کیلئے قرض بھی نہیں دیا گیا۔ حد تو یہ ہے کہ ہندوستان میں تیار کردہ ٹیکے کی برآمد کی اجازت مارچ 2021ء تک دی گئی اور سیاسی جماعتوں اور عوام نے اعتراض کیا اور حکومت کے خلاف آواز اٹھائی تو 29 مارچ 2021ء کو برآمدات پر پابندی عائد کی گئی۔ اس وقت تک 5.8 کروڑ ٹیکے برآمد کئے جاچکے تھے۔ چھٹواں اہم نکتہ یہ ہے کہ فائزر ویکسین کے ہنگامی استعمال کی منظوری سے بھی گریز کیا گیا۔ نتیجہ میں فائزر نے اپنی درخواست سے دستبرداری اختیار کی۔ جبکہ 12 اپریل 2021ء کو تیسرے ٹیکے اسپوٹنک V کے ہنگامی حالات میں استعمال کی اجازت دی گئی اور اس روسی ساختہ ٹیکے کی پہلی کھیپ یکم مئی 2021ء کو سرزمین ہند پہنچی اور آج کی تاریخ تک کسی اور ٹیکے کے استعمال یا ہندوستان میں اس کی درآمد کی اجازت نہیں دی گئی۔ سال 2020ء میں صحت عامہ کی جو اضافی بنیادی سہولتوں کی تخلیق کی گئی تھی، اکتوبر 2020ء کے بعد ہٹا دیا گیا اور پھر مارچ 2021ء میں دوسری لہر کے شروع ہونے کے بعد اسے دوبارہ نصب کیا گیا۔

اس سے جو بچی کچی بنیادی سہولتیں تھی، ان پر دباؤ میں اضافہ ہوا۔ مثال کے طور پر اسپتال بستروں، وینٹیلیٹرس اور آکسیجن ٹینکرس کنسنٹریٹرس ایسی بنیادی سہولتیں ہیں، جن پر موجودہ حالات میں بہت زیادہ دباؤ پڑا ہے۔ جیسے ہی پہلی لہر میں کمی آئی، ٹسٹوں کی تعداد میں نمایاں کمی دیکھی گئی اور ٹسٹوں کی تعداد میں کمی ہوئی، کورونا وائرس کے نئے متاثرین کی تعداد میں بھی بہت کمی دیکھی گئی۔ یہ ایسے ہی ہیں کہ آپ ایک گھر تعمیر کررہے ہیں، دیواریں تو کھڑی کردیں لیکن چھت نصب نہیں کیا گیا اور سورج کی شعاعوں کے نتیجہ میں ماحول گرم ہوگیا یا پھر جب بارش ہورہی ہے تو چھت سے پانی رسنے لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر روز ٹیکہ لینے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کے بجائے کمی آتی گئی۔ آپ کو جان کر حیرت ہوگی کہ اپریل تک ہمارے ملک میں صرف 42 لاکھ 65 ہزار 157 لوگوں کو ٹیکے دیئے گئے۔ اس طرح اپریل میں یومیہ اوسطاً صرف 30 لاکھ لوگوں کو ٹیکے دیئے گئے۔ مئی میں یومیہ اوسطاً 18.5 لاکھ ٹیکہ لینے والوں کی کمی آئی اور اس کی سب سے اہم وجہ ٹیکہ اندازی پروگرام کا ٹیکوں کی قلت کے نتیجہ میں متاثر ہونا ہے۔

قصوروار کون؟

ہنگامی حالات سے نمٹنے کیلئے ہمارے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے کوئی منصوبہ بنا رکھا ہے۔ مثال کے طور پر آکسیجن کے وسائل بڑھانے کیلئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے پاس کوئی منصوبہ ہے، اس کا جواب نفی میں ہے۔ اسی طرح نائٹروجن آرگن ٹینکرس کو آکسیجن ٹینکرس میں تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ آکسیجن کے لئے پی ایس اے پلانٹس کی درآمد اور ان کی تنصیب کا بھی ہمارے پاس کوئی منصوبہ نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے پاس آکسیجن کنسنٹریٹرس اور وینٹیلیٹرس کی درآمد اور ان کا اسٹاک کرنے کیلئے بھی کوئی خاص منصوبہ نہیں تھا۔ حد تو یہ ہے کہ نرسیس اور نیم طبی عملہ کی تعداد میں اضافہ کا منصوبہ بھی ہمارے پاس نہیں تھا۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں موجودہ بدترین حالات کے باوجود انفارمیشن، ایجوکیشن اور کمیونیکیشن کا کوئی نیٹ ورک نہیں۔ یہ ایسے بنیادی عناصر ہیں جو صحت عامہ کے شعبہ کو مستحکم کرسکتے ہیں۔ حکومت نے پہلی لہر کے دوران پبلیسٹی کا طریقہ اختیار کیا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ہم نے کورونا وائرس پر قابو پالیا ہے، اس کے خلاف لڑائی جیت چکے ہیں اور جب دوسری لہر آئی تو ہم نے ہر معاملے میں انکار اور تردید کا طریقہ اختیار کیا (مثال کے طور پر یہ بتایا کہ آکسیجن کی کوئی قلت نہیں، ریاستوں کے پاس ٹیکوں کا وافر ذخیرہ موجود ہے) ہماری حکومت نے سچائی کو دفن کردیا اور تمام تر ذمہ داریاں اور الزامات ریاستوں کے سَر تھونپ دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ افراتفری پھیل گئی اور لوگوں میں الجھن پیدا ہوگئی اور حکومتی اداروں میں جوابدہی کا تصور ہی غائب ہوگیا۔ اگر دوسرے ملکوں میں ایسا ہوتا تو اس کی سزائیں ذمہ داروں کو بھگتنی پڑتی۔ اب ان تمام حقائق جاننے کے بعد عوام ہی یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ قصوروار اور خطاوار کون ہیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner